إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ (القرآن)

کِتابؔ وسُنّتؔ کا ترجمان عِلمی دعوتی واِصلاحی

سہ ماہی مجلّہ

المُکرم

بیادِ

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرتِ مولانا محمدؐ اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

و

حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

نگران: حافظ اسعد محمود سلفی

مدیر: محمد عظیم حاصل پوری

5

اپریل، مئی، جون 2010ء

ربیع الثانی، جمادیٰ الاولیٰ، جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ

- دنیا میں رائج معاشی نظاموں کا تنقیدی جائزہ
- میں تو سو احادیث سنوں گا۔۔!
- دخترِ پاکستان ڈاکٹر عافیہ کی کہانی
- میں لوٹ کے کبھی نہ آؤں گا
- بینک کارڈز

ناشر: شعبۂ نشرواشاعت جامعہ اسلامیۂ سلفیہ
(مسجد مُکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درسِ قرآن

الشیخ عبدالوحید ساجد (مدرس جامعہ ھذا)

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ البقرۃ(۲/۱۷۷)

”نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ اصل نیکی اس کی ہے جو اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال دے اس کی محبت کے باوجود، قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں جب عہد کرلیں اور جو تنگ دستی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا اور یہی بچنے والے ہیں“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عقائد وعبادات اخلاقیات و معاملات حقوق و آداب اور وہ تمام چیزیں جن پر اسلامی طرز زندگی استوار ہے اجمالاً بیان فرمادی ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، فرشتوں، انبیاء، منزل من اللہ کتب خصوصاً قرآن مجید پر ایمان لانا ۲۔ نماز کی پابندی کرنا ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا ۴۔ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں سائلوں اور غلاموں کی آزادی پر مال خرچ کرنا۔ ۵۔ عہد و پیمان کو پورا کرنا۔ ۶۔ فقر و فاقہ، بیماری و تکلیف اور کفار سے لڑائی کے وقت صبر کرنا۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ اس میں نیکی کی تمام اقسام کا بیان ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ آیت میں بیان کردہ خوبیوں سے متصف ہونے والے نے اسلام کی تمام کڑیاں اپنالیں اور خیر کے تمام گوشوں کا احاطہ کرلیا۔

ایسے خوش نصیب لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے۔ ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ کہ یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔

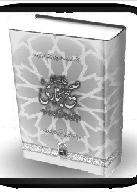

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ حدیث

ایمان کی شاخیں

محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ھذا)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَ ةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَان، وَفِى رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً))

”حضرت ابو ہریرة ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان میں سے ہے، مسلم کی روایت میں ہے ”ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں“

صحیح بخاری ،الایمان ،باب أمور الایمان

ایمان کی شاخوں کی تین اقسام ہیں۔

ا۔......دل کے کام ۲......زبان کے کام۳.........بدن کے کام

(ا) دل کے اعمال میں ایمان کی (۲۴) شاخیں ہیں۔

ا۔اللہ پر ایمان لانا ۲۔اللہ کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا

۳۔تقدیر پر ایمان لانا ۴۔آخرت کے دن پر ایمان لانا

۵۔اللہ کی محبت ٦۔ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت

۷۔نبی ﷺ کی محبت ۸۔نبی ﷺ کی تعظیم ۹۔آپ ﷺ کی سنت کی پیروی

۱۰۔اخلاص ۱۱۔توبہ ۱۲۔خوف ۱۳۔امید

۱۴۔شکر ۱۵۔وفاء ۱٦۔صبر ۱۷۔رضا

۱۸۔توکل ۱۹۔رحمت ۲۰۔تواضع ۲۱۔تکبر کو چھوڑنا

۲۲۔حسد کو چھوڑنا ۲۳۔غضب کو چھوڑنا ۲۴۔کینہ کو چھوڑنا

(۲) زبان کے اعمال کا تعلق ایمان کی سات شاخوں سے ہے۔

ا۔توحید کا اقرار ۲۔ تلاوت قرآن ۳۔علم کو سیکھنا

۴۔علم کو سکھانا ۵۔دعا ٦۔ ذکر و استغفار (بقیہ صفحہ نمبر ۵۳)

احکام و مسائل

ابن بشیر الحسینوی

سوال: برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں زوال کا وقت یا مثل اول معلوم کرنے کے طریقہ کی وضاحت فرمائیں..؟ (شکریہ)

جواب: اس سلسلہ میں استاذ محترم حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں۔

”زوال کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی روز سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر بعد تقریبا ایک فٹ زمین یا مکان کی سطح لیبل کے ساتھ ہموار کرلیں پھر تین چار انچ پرکار کھول کر اس سطح پر ایک دائرہ بنالیں اس کے بعد دائرہ کے قطب (مرکزی نقطہ) پر تین انچ لمبا ایک دوسوتر موٹا سریا یا اس کے مساوی لکڑی گاڑ دیں، بایں طور کہ وہ شاکول (ساہل) کے ساتھ سیدھے ہوں شروع شروع میں اس سریے یا لکڑی کا سایہ بطرف مغرب دائرہ سے باہر ہوگا، جب وہ سایہ سمٹتے سمٹتے دائرہ کی لکیر پر ٹھیک برابر ہو جائے تو وہاں (مدخل ظل در دائرہ) پر نشان لگالیں پھر سایہ کے دائرہ سے بجانب مشرق نکلنے کا انتظار کریں جب سایہ بڑھتے بڑھتے دائرہ کی لکیر پر پہنچے، تو وہاں بھی (مخرج ظل از دائرہ) پر نشان لگا دیں اس کے بعد جنوبا وشمالا ایک خط کھینچیں بایں طور کہ وہ شمالی محیط دائرہ سے شروع ہوکر مدخل اور مخرج کے عین وسط والے نقطہ سے گزرتا ہوا مرکز دائرہ کے نقطہ پر ہوتا ہوا دوسری جانب والے محیط جنوبی پر ختم ہو اور دائرہ کی تنصیف کردے یہ خط خطِ نصف النہار کہلاتا ہے، یہ عمل ایک دن میں ہوگا۔

اب دوسرے دن ساڑے گیارہ بجے کے قریب اس دائرہ کے پاس بیٹھ جائیں جب دائرہ کے مرکز میں نصب شدہ سریے یا لکڑی کا سایہ خطِ نصف النہار پر پہنچ جائے تو سایہ کے آخری سرے پر خطِ نصف النہار میں نشان لگا دیں۔ یہ وقت وقتِ زوال ہے اور خط نصف النہار میں نشان سے لے کر سریے یا لکڑی کی جڑ تک یا مرکز دائرہ تک سایہ فئے زوال کی پیائش کرلیں اب سایہ جونہی خطِ نصف

النھار سے بجانب مشرق بڑھنا شروع ہوگا، ظہر کا وقت شروع ہو جائے گا اور بڑھتے بڑھتے جب سایہ سریے یا لکڑی کی پیمائش جمع فئے زوال کی پیمائش کے برابر ہو جائے گا تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جائے گا اور اس وقت سایہ ایک مثل ہوگا کیونکہ ایک مثل فئے زوال کو نکال کر ہے۔"

(احکام و مسائل: ١/١١٧)

یا کسی کھلی اور ہموار زمین میں زوال سے پہلے ایک لکڑی گاڑ دی جائے اس لکڑی کا سایہ آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ زوال کا وقت کم سے کم رہ جائے گا اس سائے کو ماپ لیا جائے جب یہ سایہ بڑھنا شروع ہو تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ زوال ہو گیا ہے پھر جب یہ سایہ اس قدر بڑھ جائے کہ لکڑی کے برابر ہو جائے (زوال کے وقت لکڑی کا ماپا ہوا سایہ اس سے وضع کرنے کے بعد) تو ایک مثل وقت ہو جائے گا اور جب دوگنا ہو جائے تو دو مثل ہو جائے گا۔

(فقہ السنۃ: ١/١١٥)

تنبیه: زوال کا سایہ مثل میں شمار نہیں ہوگا۔ یہی بات امام ابن تیمیہ کے فتاوی (٢٢/٧٤) فقہ حنفی کی کتاب الھدایہ (١/٤) فقہ شافعی کی المجموع (٣/٨١) فقہ حنبلی کی الروض المربع (١/٤٢) وغیرہ میں موجود ہے، الغرض یہ بات اتفاقی ہے کہ زوال کا سایہ نکال کر مثل پیمائش ہوگی۔ کذا فی! (آپ کے مسائل اور ان کا حل للشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ: ٣/١١٣.١١٤)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس سلسلہ میں کہ سفید بال رنگنے چاہیئے یا نہیں اور اگر رنگنے چاہیئے تو کس چیز سے اور بعض لوگ اسے اکھیڑ دیتے ہیں یہ عمل درست ہے یا نہیں..؟

جواب: سفید بالوں کے سلسلے میں دو باتیں ذہین نشین کر لیں۔

ا۔ سفید بالوں کو اکھیڑنا ٢۔ سفید بالوں کو رنگ کرنا۔

ا۔ سفید بالوں کو اکھیڑنا تو حرام ہے۔

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا تَنْتِفُوْا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ''. إلخ سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ بڑھاپا (بالوں کا سفید ہونا) مسلمان کے لیے نور ہے جو شخص حالت اسلام میں بڑھاپے کی طرف قدم بڑھاتا ہے (جب کسی مسلمان کا ایک بال سفید ہوتا ہے) تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔'' أبو داود (٤٢٠٢) وسنده حسن

۲۔ سفید بالوں کو رنگنا، بالوں کو رنگنا خضاب کہلاتا ہے اور اس کی درج ذیل صورتیں اور قسمیں ہیں:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غَيِّرُوْا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ'' بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو (خضاب کے ذریعے) بدل ڈالو اور (خضاب نہ لگانے میں) یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہودی اور نصرانی (عیسائی) خضاب نہیں لگاتے، لہٰذا تم ان کے خلاف کرو (تم خضاب لگاؤ)

(صحیح البخاری: ٥٨٩٩، صحیح مسلم: ٢١٠٣)

۲۔ مہندی کا خضاب (رنگ) لگانا یا مہندی میں کوئی چیز ملا کر سفید بالوں کو رنگین کرنا بھی جائز ہے۔

۳۔ زرد خضاب لگانا بھی ٹھیک ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ دباغت دیئے ہوئے اور بغیر بال کے چمڑے کا جوتا پہنتے تھے اور اپنی ریش (داڑھی) مبارک پر آپ ورس (ایک گھاس جو یمن کے علاقے میں ہوتی تھی) اور زعفران کے ذریعے زرد رنگ لگاتے تھے۔''

(ابو داود: ٤٢١٠ وسنده حسن، النسائی: ٥٢٤٦)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض دفعہ سرخ اور زرد خضاب لگایا ہے اور بعض دفعہ نہیں بھی لگایا۔ نیز دیکھئے: فتح الباری (١٠/ ٣٥٤)

شیخ نورپوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا رنگنے سے متعلق امر ندب پر محمول ہے البتہ کل کے کل بال سفید ہوجائیں کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے۔''

(احکام و مسائل شیخ نور پوری ٥٣١/١)

۴۔ سفید بالوں میں سیاہ خضاب (رنگ) لگانا درج ذیل دلائل کی روشنی میں حرام ہے۔

۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے والد ابو قحافہ ؓ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ'' اس کا رنگ بدلو اور کالے رنگ سے بچو۔

(صحیح مسلم: ٥٥٠٩/٢١٠٢)

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی قومیں آخر زمانہ میں آئیں گی جو کبوتر کے پپوٹوں کی طرح کالے رنگ کا خضاب کریں گی وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی۔'' (أبوداود: ٤٢١٢ وسنده صحيح، النسائی: ٥٠٧٨)

[اس کا راوی عبدالکریم الجزری (مشہور ثقہ) ہے۔ دیکھئے شرح السنہ للبغوی ۹۲/۱۲ ح ۳۱۸۰]

درج ذیل علماء نے بھی کالے خضاب کو دلائل کی روشنی میں حرام قرار دیا ہے:

۱۔ امام نووی (شرح مسلم: ١٩٩/٢)

۲۔ حافظ ابن حجر (فتح الباری: ٥٧٦/٦)

۳۔ ابوالحسن سندھی (حاشیہ ابن ماجہ: ١٦٩/٤)

۴۔ عبدالرحمٰن مبارکپوری (تحفة الاحوذی: ٥٧/٣)

تفصیل کے لیے دیکھیں (سیاہ خضاب کی شرعی حیثیت از امام بدیع الدین شاہ راشدی ؒ)

قرآن کو درست اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

قاری المقری عنایت اللہ ربانی کاشمیری
(مدرس جامعہ ہذا)

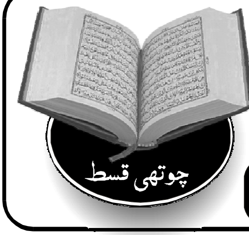

چوتھی قسط

حدیث شریف سے قراءاتِ سبعہ عشرہ کا ثبوت

قراءات سبعہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے نہایت صحت کے ساتھ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ آیئے اصح الکتب بعداز کتاب اللہ کی طرف آتے ہیں۔

((عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ (وَكِدْتُ أَعْجَلُ)عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ لِي أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ))

”عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طرح میں پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو پڑھایا تھا اور قریب تھا کہ میں ان پر جلدی کر جاتا مگر میں نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے پھر میں ان کے گلے میں چادر ڈال کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لیکر آیا اور عرض کیا، کہ میں نے ان کو اس طریقہ کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طرح آپ نے مجھ کو پڑھایا ہے آپ نے مجھ

سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، پھر ان سے فرمایا کہ پڑھ (انہوں نے پڑھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح آیت نازل ہوئی ہے پھر مجھ سے فرمایا کہ پڑھو، میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسی طرح نازل ہوا ہے، قرآن سات طرح پر نازل ہوا ہے جسطرح تم کو آسانی ہو پڑھو۔" صحیح بخاری (۲٤۱۹)

امام شمس الدین رحمہ اللہ النشر میں فرماتے ہیں کہ

امام کبیر ابو عبد اللہ قاسم بن سلام نے واضح لکھا ہے کہ یہ حدیث آپ ﷺ سے متواتر منقول ہے اور میں نے اس حدیث کے تمام طرق کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا تو معلوم ہوا کہ قراءات عشرہ کی قاریہ صحابیہ حضرت ام ایوب انصاریہ اور قراءات عشرہ کے ۱۸ مستند جلیل القدر قرّاء صحابہ کرام اس حدیث کے راوی ہیں۔

جس میں حضرت عمر حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابی بن کعب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نمایاں ہیں [از تدریب المعلمین شیخ عاصم لاہوری مدظلہ] حافظ ابو یعلی موصلی اپنی مسند کبیر میں روایت فرماتے ہیں کہ: حضرت عثمان نے بھی ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ کے دوران اس حدیث کے بارے میں پوچھا کہ کس نے یہ حدیث پاک آپ کی زبان مبارک سے سنی ہے تو بے شمار صحابہ کھڑے ہو گئے تو حضرت عثمان نے بھی ان کی تائید کی کہ ہاں تم سب بالکل ٹھیک کہتے ہو واقعی آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

سات لغات میں نازل کرنے کی حکمت

قرآن مجید کو سات لغات میں نازل کرنے کی حکمت یہ بتلائی گئی ہے کہ قرآن کے تکلم میں تمام اہل عرب کو تخفیف و آسانی میسر ہو سکے صحیح حدیث میں آتا ہے کہ

آپ نے فرمایا کہ:

شروع میں قرآن مجید کو اللہ تعالی نے ایک لغت میں نازل فرمایا تو میں نے بار بار اللہ سے درخواست کی کے یا اللہ میری امت پر آسانی فرما یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے سات لغات پر پڑھنے کی اجازت

دی گئی وہ سات لغات درج ذیل ہیں۔

لغت قریش ۲ لغت ہزیل ۳ لغت ثقیف ۴ لغت ہوازن ۵ لغت کنانہ ۶ لغت تمیم ۷ لغت یمن۔

امام عبداللہ بن قُتیبہ کتاب المشکل میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو حکم دے کرامت کو یہ سہولت دی گئی کہ ہر ایک کو اپنی لغت کے مطابق کلمات قرآنیہ پڑھایئے چنانچہ بنی تمیم قیل غیض میں کسرہ میں ضمہ کے اشمام کے ساتھ بولتے تھے۔

کچھ قبائل تامنا میں ادغام کے ساتھ اشمام کرتے تھے۔

کچھ قبائل میم جمع میں صلہ کرتے تھے۔ کچھ قبائل قد افلح۔قل اوحی میں نقل حرکت کرتے تھے۔ کچھ قبائل موسی عیسی ذوات الیا میں امالہ کرتے۔ کچھ خبیرا کی را میں ترقیق۔ اور صلوت طلاق کے لام میں تفخیم کرتے تھے لہذا آپ نے انکو بھی ایسے ہی پڑھایا۔

دوسری بات

اللہ تعالی نے اہل عرب کو اس جیسا قرآن لانے کا چیلنج کیا سبعہ احرُ ف کی حدیث سے قرآن کے طرز ادا میں وسعت ہوگئی اب اس چیلنج کے مخاطب صرف قریش ہی نہ رہ گئے بلکہ تمام قبائل ہو گئے اب کسی قبیلہ کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ اگر قرآن ہماری لغت پر اترتا تو ہم اسکا مقابلہ کرتے [نعوذ باللہ] امانیہ شرح شاطبیہ ج ۲] مگر قرآن مجید کو اختلاف لہجات کی بجائے ایک ہی لغت پر اتار دیا جاتا تو اس سے حصول ہدایت انتہائی مشکل امر ہوتا اور یہ ایسی تکلیف کے قبیل سے ہوتا جو انسانی طاقت کی حدود سے ماوراء ہوتی کیونکہ انسان کا مادری زبان سے کسی دوسری زبان کی طرف پلٹنا انتہائی مشکل کام ہوتا اسلام تو دفع حرج اور رفع مشقت کا حامی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾

’’دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی گئی‘‘ (الحج:۷۸)

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کی سہولت اور آسانی کی خاطر ان سے تنگی اور مشقت کو رفع فرمایا ہے۔

التفسیر الواضح از ڈاکٹر محمد محمود حجازی [۱۷-۶۸] یہ آسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ لہجات عربی کی مناسبت سے قراءات بھی مختلف ہوتیں کیونکہ انسان بچپن سے جوانی یا بڑھاپے تک جو زبان بولتا ہے اسے یکبارگی چھوڑنا یقیناً ایک مشکل کام ہے مزکورہ آیت ہر قسم کے رفع حرج پر دلالت کرتی ہے اثر القراءات فی الفقہ اسلامی از ڈاکٹر صبری [۱۱۸] امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ آیت امت محمدیہ کا خاصا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سارے احکام کا بھی احاطہ کیے ہوئے ہے۔

تفسیر قرطبی [۳۳۹۲] فصیح لہجات کا اختیار اور رفع حرج بھی ان احکام میں سے ہیں۔

جو شریعت اسلامیہ نے ہمیں عطا کیے ہیں اس آیت کے تحت مانوس لہجات کے جائز ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر:۹)

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

کا فرمان عالیشان جاری کر کے جہاں قرآن مقدس کا ذمہ اپنے سر لیا ہے وہاں قراءت متواترہ منزل من اللہ کی حفاظت بھی فرمائی ہے معلوم ہوا کہ قراءت متواترہ قراء کی کذب بیانیاں نہیں ہیں۔ اور نہ ہی مکرم و محتشم قرائے کرام کی مفتریات ہیں۔ العیاذ باللہ

بلکہ یہ اپنے مدارس اور جامعات میں وہ کچھ تجوید و قرأت کی صورت میں پڑھتے پڑھاتے ہیں جو اللہ نے اپنے پاک پیغمبر ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا اور یہ قرآن و قراءات پڑھنے پڑھانے کا حکم دیا پھر پاک پیغمبر ﷺ نے آگے اپنے اصحاب کو پڑھایا جب وہ اس فن میں مہارت تامہ حاصل کر گئے تو ان کو آگے ابلاغ کی تعلیم و اجازت فرمائی۔ اللہ پاک ہمیں بھی تجوید و قرآءات متواترہ کی حقانیت و صداقت کو سمجھنے اور پھر اس کے مطابق درست و خوبصورت قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محبت کا نسخہ

عبداللہ
نوید
(درجہ اولیٰ)

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو..؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''آپس میں بہت زیادہ سلام کیا کرو۔ صحیح مسلم (٥٤)

دنیا میں رائج معاشی نظاموں کا تنقیدی جائزہ

شیخ الحدیث و التفسیر
حضرت مولانا محمد اعظم صاحب
ناظم تعلیمات وفاق المدارس مرکزیہ پاکستان

دنیا میں اس وقت تین نظام معاش رائج ہیں۔

① کیپٹل ازم (سرمایہ دارانہ نظام)

② سوشلزم ③ کیمونزم

کیپٹل ازم یعنی سرمایہ دارانہ نظام

اس کے بنیادی اصول، آدم اسمتھ کی مشہور کتاب ''دولت اقوام'' میں درج ہیں۔ جو ۱۷۷۶ء میں شائع ہوئی۔ ان اصولوں میں کچھ اضافہ مالتھس، ریکارڈ، مارشل نے کیا، اس نظام میں فرد کو ہر قسم کی آزادی اور کاروباری نظام میں باہمی مقابلہ روح رواں ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے تین بنیادی اصول

① سرمایہ دار کو ہر طرح کی آزادی جس کاروبار، جس صنعت کو پسند کرے اپنا سرمایہ لگائے۔ ملک اور مقام کی بھی آزادی، سرمایہ دارانہ نظام کا زریں دور ۱۸۷۷ء سے لے کر پہلی جنگ عظیم تک قریباً نصف صدی تک رہا۔ ''انگریز دوکانداروں کی قوم'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

② تجارت کی آزادی

③ محنت کی آزادی۔ مزدور جس طرح کا کام جہاں چاہئے اختیار کرے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں

① سرمایہ دارانہ نظام میں استحصال کے دروازے کھلتے ہیں۔

② اخلاقی پابندیاں ختم بے راہ روی عام۔

③ اس نظام میں اس امر کی کھلی اجازت ہے جس کاروبار کو نفع بخش سمجھے اختیار کرے۔

مشہور ڈرامہ نویس برنارڈ شا رقم طراز ہے۔

مثلاً اگر ایک ملک میں مزدوروں کے لیے مکانوں کی سخت ضرورت ہے لیکن اس میں منافع زیادہ نہ ہو ۔لیکن اس کے برعکس اگر قحبہ خانے تعمیر کرنے میں زیادہ منافع ہو تو سرمایہ دارانہ نظام میں مزدوروں کے مکان کی تعمیر نہیں ہوں گے بلکہ قحبہ خانے بنائے جائیں گے اور سرمایہ دار کی اس آزادی کو محدود کرنے کا کسی فرد یا حکومت کو حق نہ ہوگا۔

④ بے روزگاری کو روکنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

⑤ دولت کا ارتکاز: دولت محدود ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے۔ جس سے بہت سی سیاسی، معاشی، معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً جوا، سٹہ بازی، شراب نوشی، جنسی بے راہ روی

سوشلزم یا اشتراکت

سوشلزم کے اصول

① صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینا۔

② بھاری ٹیکس لگا کر خانگی ملکیت کی تحدید کرنا۔

③ مزدوروں کی حالت بہتر بنانا۔ ان کے لیے روزگار، طبی امداد اور تعلیمی سہولتیں مہیا کرنا۔ سستے کرائے کے لیے مکان مہیا کرنا۔

سوشلزم کی خرابیاں

① فرد پر سے اخلاقی پابندیاں ختم

② بے راہ روی عام

③ سودخوری پر بھی کوئی پابندی نہیں

کیمونزم یا اشتراکیت

یہ اشتراکیت کی انتہائی قسم ہے۔ اس کا پرچار انیسویں صدی کے وسط میں کارل مارکس نے کیا۔ جسے

۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب میں لینن نے عملی جامہ پہنایا۔ ذرائع پیدائش، ذرائع صرف پر بھی حکومت کا تسلط روس اور چین اشتراکی ممالک میں سرفہرست ہیں۔

کیمونزم کی خرابیاں

① شخصی آزادی ختم ہو جاتی ہے

② ایک سیاسی جماعت جو ملک پر پورا اقتدار رکھتی ہے

③ پریس کی آزادی ختم، نہ تحریر نہ تقریر۔

④ مذہب کا کلیۃً خاتمہ

⑤ مزدوروں کے پیٹ بھرنے کیلئے کچھ مل جائے گا۔

لیکن روحانیت ختم

⑥ امیر و غریب کا فرق کاغذی طور پر ختم

لیکن عملی طور پر حکمران پارٹی کو غیر معمولی مراعات حاصل ہیں۔ اسٹالن کے زمانے میں تو معمولی کانا پھوسی پر ہزاروں افراد کو تختہ دار دیا گیا۔

اسلام کا معاشی نظام

اصول قرآن

① اخلاقی پابندیاں

② حقوق العباد کا تحفظ

③ دولت کی تقسیم

④ جوا، سود خوری، سٹہ بازی، شراب حرام

⑤ زکوۃ کا حکم صدقات و خیرات کا حکم

⑥ حلال و حرام کا امتیاز

⑦ استحصال کا خاتمہ

⑧ بیت المال سے ہر فرد کی بنیادی ضروریات کو پورا کیا جائے

⑨ عدل پسند معاشرہ کا قیام

⑩ بنیادی حقوق کی مساوات

⑪ امیر و غریب کا فرق حدیث کی روشنی میں

⑫ آمدنی کی عدم مساوات

⑬ اس بُعد کو دور کرنے کی عملی تدابیر کی جائیں گی

اسلام میں دولت کی گردش

قرآن کی روشنی میں

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:۹۲)

’’جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔‘‘

﴿وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر :۹)

جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔

﴿وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (النور :۲۲)

’’اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ (خیرات) نہیں دیں گے ان کو چاہیئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی تھی جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک عزیز نے آپ کی

صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے میں حصہ لیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ناروا حرکت سے ناراض ہو کر اس کی مالی امداد بند کر دی تھی۔

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا . اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ (الدھر:۸، ۹)

'اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کہ ہم تم کو خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکرگزاری کے (طلبگار)۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُواْ الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنفِقُوْنَ﴾ (البقرۃ:۲۶۷)

''مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں اُن میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔''

﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ (البقرۃ:۲۱۹)

''اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کونسا مال خرچ کریں تو کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔''

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

''اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کیساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔'' (الفرقان:۶۷)

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾ (بنی اسرائیل:۲۹)

''اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن کے گرد بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔''

﴿وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ﴾

”اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں)“ (البقرة:١٧٧)

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَةً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ بِھَا﴾(التوبة:١٠٣)

”اُن کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم اُن کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔“

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ . . الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ (آل عمران: ١٣٤/١٣٣)

”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔“

﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرة:٢٧٢)

”اور (مومنو) تم جو مال خرچ کرو گے تو اُس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم تو جو خرچ کرو گے اللہ کی خوشنودی کیلئے کرو گے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیدیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہ کیا جائے گا“

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ (المنافقون:٩)

”اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں۔“

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ

النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۞﴾

’’مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھانے کیلئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا‘

﴿۞وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن یَتَّخِذُ مَا یُنفِقُ مَغْرَمًا ۞﴾ (التوبہ:۹۸)

’’اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں۔‘‘

﴿۞هَاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ۞﴾ (محمد :۳۸)

’’خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے جاتے ہو تو تم میں سے بعض بخیلی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر (اور محتاج) ہو اور اگر تم روگردان ہو جاؤ تو وہ تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو پھر تم جیسے نہ ہوں گے۔‘‘

﴿۞وَ مَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۠ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۞﴾ (الروم:۳۹)

’’اور جو تم سُود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو اللہ کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجبِ برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دوچند کرنے والے ہیں۔‘‘

﴿۞وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۞﴾ (البقرۃ:۱۹۵)

’’اور اللہ کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔‘‘

﴿۞اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ... قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ۞﴾ (البقرۃ :۲۶۲/۲۶۳)

’’جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اُس کے بعد نہ اُس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ اُن کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) تکلیف دی جائے اُس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اُس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے۔‘‘

﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ﴾ (البقرة :۲۷۱)

’’اگر تم خیرات ظاہر اًدو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہلِ حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔‘‘

﴿وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرة : ۲۸۰)

’’اور اگر قرض لینے والا تنگدست ہو تو (اُسے) وسعت (کے حاصل ہونے تک) مہلت (دو)‘‘

﴿وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ﴾ (النساء:۵)

’’اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کیلئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو۔‘‘

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرة:۲۷۴)

’’جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ اللہ کے پاس ہے۔ اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم‘‘۔

حدیث کی روشنی میں

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

جس کے پاس سواری کے لیے زائد اونٹ ہو۔ وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کہ کے پاس زائد زادراہ ہووہ اسکو دے جس کے پاس نہیں۔ (صحیح مسلم ،الجهاد(٤٥١٧)

حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ:

ہم نے محسوس کیا کہ ضرورت سے زائد مال رکھنے کا ہم میں سے کسی کو حق نہیں ہے۔ (ابوداؤد(١٦٦٣)

۲۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: صرف دو قسم کے آدمی ہیں جن پر بجا طور پر رشک کیا جا سکتا ہے ایک وہ جسکو اللہ نے دولت عطاء کی اور ساتھ ہی ہمت عطاء کردی کہ اسے حق کی راہ میں خرچ کرے دوسرا وہ جسے اللہ نے حکومت عطاء کی وہ اسی کے مطابق عمل کرتا ہے اور اسی کی تعلیم دوسروں کو دیتا ہے۔

(صحیح بخاری (٥٠٢٦) بروایت ابن مسعود)

۳۔ ایک صاحب ایمان اور دوسرے صاحب ایمان کی مثال ایک عمارت کے حصوں جیسی ہے ہر حصہ دوسرے کے لیے وجہ تقویت ہے۔ (صحیح بخاری(٦٠٢٦) بروایت ابو موسیٰ)

۴۔ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہیں پا سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ (صحیح مسلم ،الایمان(٩٣.٥٤)

۵۔ جو لوگوں کے ساتھ رحم سے پیش نہیں آتا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحم سے پیش نہیں آئے گا۔

(صحیح بخاری ،التوحید(٧٣٧٦) بروایت جریر بن عبدالله)

۶۔ اگر کوئی مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کی تازگی و آبداری کا لباس پہنائے گا اگر کوئی مسلمان ایک بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اگر کوئی مسلمان پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا مشروب پلائے گا جس پر مہر لگی ہو گی۔ (ابودائود (١٦٨٦) بروایت ابی سعید)

۷۔ وہ شخص صاحب ایمان نہیں کہلا سکتا جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔

(بیهقی فی شعب الایمان حسنة الالبانی فی حاشیة المشکوٰة(٤٩٩١)

۸۔ تمام مومن ایک فرد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو پورے جسم کو تکلیف ہو گی اگر سر درد کرے تو پورا جسم درد میں مبتلا ہو گا۔ (صحیح مسلم(۵۹۱۱) بروایت نعمان بن بشیر)

۹۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ باہم محبت ہمدردی اور مہربانی میں ایک جسم کی طرح ہیں اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو پورا جسم بے خوابی اور بخار سے تکلیف اٹھاتا ہے۔

(صحیح بخاری، الادب(۶۰۱۱) بروایت نعمان بن بشیر)

۱۰۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک پورا ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(صحیح بخاری، الایمان(۱۳) وصحیح مسلم(۴۵) بروایت انس)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ القلم آیت نمبر ۱۷ تا آیت نمبر ۳۲ میں باغ والوں کا قصہ بیان کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ بے شک ہم نے انہیں اسی طرح آزمالیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمالیا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل اتار لیں گے اور ان شاء اللہ نہ کہا پس اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور سو ہی رہے تھے پس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی اب صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں کہ اگر تمہیں پھل اتارنے ہیں تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی سویرے چل پڑو۔ پھر یہ سب چپکے چپکے یہ باتیں کرتے ہوئے چلے کہ آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے اور لپکے ہوئے صبح صبح گئے سمجھ رہے تھے کہ ہم قابو پالیں گے جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول گئے نہیں.....! نہیں..! بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ان سب میں جو بہتر تھا اس نے کہا کہ میں نے تم سے نہ کہتا تھا کہ تم اللہ کی پاکیزگی کیوں نہیں بیان کرتے تو سب کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے بے شک ہم ظالم تھے پھر ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں ملامت کرنے لگے کہنے لگے ہائے افسوس یقیناً ہم سرکش تھے کیا عجیب کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے ہم تو اب اپنے رب سے ہی آرزو رکھتے ہیں یوں ہی آفت آتی ہے اور آخرت کی آفت بہت بڑی ہے۔

اسلام کے معاشی نظام کی بنیاد زکوۃ

زکوۃ پہلی امتوں میں

۱۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور انکی نسل کے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ﴾ (الانبیاء :۷۳)

''اور ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکوۃ دینے کی وحی (تلقین) کی اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔''

۲۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾ (مریم : ۵۵)

''وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکاتہ کا حکم دیتا تھا اور تھا بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول۔''

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کا جواب

﴿قَالَ عَذَابِیٓ اُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ اَشَآءُ وَ رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ فَسَاَكۡتُبُهَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ﴾ (اعراف: ۱۵۶)

''(اللہ نے) فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے، میں اس کو ان لوگوں کیلئے لکھ دوں گا جو پرہیز گاری کرتے اور زکوۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

۴۔ اللہ تعالیٰ کا قوم موسیٰ علیہ السلام کو آخری نوٹس

﴿ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیۡ مَعَكُمۡ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیۡتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنۡتُمۡ بِرُسُلِیۡ وَ عَزَّرۡتُمُوۡهُمۡ وَ اَقۡرَضۡتُمُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنۡكُمۡ سَیِّاٰتِكُمۡ وَ

لَاُدۡخِلَنَّكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ فَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴾ (المائدہ:۱۲)

''اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ دُور کر دوں گا اور تمہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں۔ پھر جس نے اس کے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔''

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم

﴿ وَّ جَعَلَنِىۡ مُبٰرَكًا اَيۡنَ مَا كُنۡتُ ۖ وَ اَوۡصٰنِىۡ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمۡتُ حَيًّا ﴾ (مریم: ۳۱)

''اور میں جہاں رہوں (اور جس حال میں ہوں) مجھے صاحبِ برکت کیا ہے اور جب تک زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے۔''

* * *

ایک وضوء سے کئی نمازیں

(علی المرتضی درجہ ثانیہ)

سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)) صحيح مسلم، الطهارة (۳۲۵)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج وہ عمل فرمایا ہے جو اس سے قبل نہیں فرمایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ (تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کی ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں)''

بینک کارڈز

مجیب الرحمٰن سیاف (مدرس جامعہ ھذا)

جہاں بھی لوگ بستے ہیں ان کا آپس میں لین دین اور بیع وشراء ایک لازمی امر ہوتا ہے، خرید وفروخت کے معاملات میں نقد ادائیگی کی صورت بھی ہوتی ہے اور قرض کی صورت بھی ۔ بوقت ضرورت قرض لینا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ کی اپنی ذاتی مثالیں بھی ملتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی اس کے واقعات بکثرت موجود ہیں ۔ قرض بذاتہ حرام اور قبیح چیز نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ لگنے والی شرائط وہ غیر اخلاقی اور حرام ہوتی ہیں جو کہ سود کا سبب بنتی ہیں قرض جتنا دیا جائے اتنا ہی دینے والا وصول کرے اس سے زائد نہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ خُذْ حَقَّكَ فِي عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ))

”آپ ﷺ نے حق والے سے فرمایا تو اپنا حق ہی لے ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے (تیرا حق) مکمل حاصل ہو یا نہ ہو“۔ ابن ماجه، الاحکام (٢٤١٣) قال الشيخ الالبانی صحيح

موجودہ دور میں قرض کی ایک نئی صورت سامنے آئی ہے کہ بینک اور کچھ دوسرے بڑے ادارے کارڈز جاری کرتے ہیں جن پر کارڈ ہولڈر کا نام وغیرہ درج ہوتا ہے اور وہ ادارہ کارڈ ہولڈر کو ایک ایسا کوڈ جاری کرتا ہے جس کو کارڈ ہولڈر اور اس ادارے کے سوا کوئی اور نہیں جانتا ہوتا۔ کارڈز کے ذریعے مخصوص تجارتی مراکز سے خریداری کی جاتی ہے جو کہ دوسرے مراکز سے مہنگے بھی ہوتے ہیں کارڈ ہولڈر کارڈ دکھا کر تجارتی مرکز سے سامان خریدتا ہے اور بل پر اپنے دستخط کرتا ہے پھر اس بل کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والا ادارہ اپنی طرف سے کر دیتا ہے۔ اس کارڈ کی مدت معینہ ختم ہونے سے قبل کارڈ ہولڈر کو اپنے تمام تر خرید کردہ سامان کے بلوں کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے ادارے کو کرنا ہوتی ہے۔ ان کارڈز کو عرف عام میں کریڈٹ کارڈز کہا جاتا ہے۔

کریڈٹ کارڈز کا آغاز بیسویں صدی کی ابتداء میں تقریباً ۱۹۱۴ء میں ہوا جو تیل کمپنیوں اور ہوٹلز نے

اپنے خریداروں کو جاری کیا۔ البطاقات الدائنیة للدکتور محمد بن سعود العصیمی ۱۹۵۸ء میں بینک آف امریکہ نے کیلیفورنیا میں اس کا نام تبدیل کر کے VISA CARD رکھ دیا۔ اس وقت جو کارڈز زیر گردش ہیں ان میں سے ایک ماسٹر کارڈ بھی ہے۔ اسلامی ممالک میں ۱۹۶۰ء کے بعد اس کا استعمال شروع ہوا، ۱۹۷۰ء تک اس میں سود کا عنصر نہ تھا صرف چارجز وصول کیے جاتے تھے لیکن بعد میں ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سود کی لعنت بھی جاری کر دی گئی۔ تمام تر کارڈز تین شکلوں میں زیر استعمال ہیں۔

۱۔ ڈیبٹ کارڈ DEBIT CARD ۲۔ چارج کارڈ CHARGE CARDS

۳۔ کریڈٹ کارڈ CREDITR CARD

۱۔ ڈیبٹ کارڈ DEBIT CARD

اس کارڈ کے حصول کے لیے بینک میں اپنا ذاتی اکاؤنٹ ہونا ضروری ہے بینک جو کارڈ جاری کرتا ہے اس کے ذریعے متعینہ مراکز سے خریداری اکاونٹ میں موجود رقم سے زائد نہیں کی جا سکتی کچھ علماء کرنٹ اکاؤنٹ ہونے کی وجہ سے اس کارڈ کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں کہ اس میں سود شامل نہیں ہوتا لیکن یہ یاد رہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود بیلنس زیر گردش رہتا ہے، اس میں اضافہ و کمی دونوں ہوتے رہتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس حد تک بینک نے کارڈ کے ذریعے خریداری کی اجازت دے رکھی ہوتی ہے رقم اس سے کم رہ جاتی ہے اور کارڈ کی متعینہ مدت ختم ہو جاتی ہے تو بینک اس کے اکاؤنٹ سے موجود رقم لے لیتا ہے اور اس کے ذمہ واجب الاداء رقم پر سود عائد کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کارڈ کا استعمال درست نہیں، اگر موجود رقم واجب الاداء رقم سے زائد بھی ہو تب بھی سود کا شائبہ موجود ہے کیونکہ بینک یا ادارے اپنے فائدے کے بغیر کوئی بھی سہولت نہیں دیتے اور شبہات میں داخل ہونا حرام میں داخل ہونے کے مترادف ہے، اس لیے اس سے بچا جائے۔ حضرت نعمان بن بشیر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”یقیناً حلال ظاہر ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشبہ چیزیں ہیں جنہیں

بہت سے لوگ نہیں جانتے تو جو شخص شبہوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی اور جو شبہ کی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام میں جا پڑا جیسا کہ وہ شخص جو ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد مویشی چرانے والا ہے قریب ہے کہ اس میں جا پڑے یاد رکھو ہر بادشاد کی کوئی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے خبردار اللہ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار اور جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے یاد رکھو وہ دل ہے۔'' بخاری(۵۲)مسلم ،المساقاۃ(۱۰۷)

۲۔ چارج کارڈ CHARGE CARDS

اس کارڈ کے لیے بینک میں اکاؤنٹ کا ہونا شرط نہیں یہ کارڈ بینک یا دوسرے ادارے ایک معینہ مدت کے لیے جاری کرتے ہیں جو کہ ایک ماہ سے زیادہ اور دو سے کم ہوتی ہے اس کارڈ کے ذریعے کی جانے والی خریداری کی ادائیگی بینک یا ادارہ اپنی طرف سے کرتا ہے اور پھر مدت معینہ کے ختم ہونے سے قبل کارڈ ہولڈر کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ یک مشت ان تمام تر بلوں کی ادائیگی کرے جن پر خریداری کی وجہ سے اس نے اپنے دستخط کئے تھے۔ اگر کارڈ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد کارڈ ہولڈر ادائیگی نہیں کرتا تو بینک یا ادارہ اس پر ایک خاص شرح سے سود عائد کر دیتا ہے۔ جب کہ حق تو یہ ہے کہ زیادہ وصول نہ کیا جائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا یَشْتَرِطُ اِلَّا قَضَاہُ)) المؤطامالك البيوع باب مالايجوز من السلف

''جو شخص قرض دے تو وہ قرض کی ادائیگی کے سوا کوئی شرط نہ لگائے''

اور یہاں شرط ہے کہ ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں بمعہ سود ادائیگی کرنا لازم ہے۔ اس لیے اس کارڈ کا استعمال جائز نہیں ہے دوسرا یہ خود کو سود میں ملوث کرنے والی بات ہے اور ادائیگی میں بعض دفعہ سستی ہو ہی جاتی ہے اور پھر اس کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی اس سہولت کی وجہ سے غیر ضروری چیزیں بھی خرید لیتا ہے جن کی فی الوقت ضرورت نہیں ہوتی۔

۳۔ کریڈٹ کارڈ CREDITR CARD

اس کارڈ کو ہماری زبان میں قرض کا کارڈ کہا جاتا ہے اور اس کے حصول کے لیے بھی بینک میں اکاؤنٹ ہونا ضروری نہیں اس میں اور چارج کارڈ میں فرق یہ ہے کہ چارج کارڈ میں مدت معینہ ختم ہونے پر یک مشت ادائیگی کرنا ہوتی ہے اور تاخیر کی صورت میں سود شامل ہو جاتا ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ جب پہلی دفعہ اس کا استعمال کیا جائے گا اور پہلی ہی خریداری سے بل میں سود شامل ہونا شروع ہو جائے گا اور اس کارڈ کے بلوں کی ادائیگی قسطوں کی صورت میں ہوتی ہے یک مشت ضروری نہیں۔ اس کارڈ کا استعمال جائز نہیں چونکہ صریحاً سود کی لعنت کو اپنے گلے لگانا ہے اور اس میں سود سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سود کی حرمت پر قرآن وحدیث سے بالاختصار دلائل ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ﴾ البقرة (٢٧٩)

''اگر تم نے (سود) نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو''۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ))

''سود کی ستر اقسام ہیں، ان میں سے سب سے ہلکی یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے''۔

ابن ماجه التجارات باب التغليظ فى الربا(١٨٤٤)قال الشيخ الالبانى صحيح

سود پر رقم یا دوسری اشیاء لے کر سکون میسر نہیں آتا اور نہ ہی اس سے خوشحالی آتی ہے بلکہ اس سے مزید فقر وفاقہ میں اضافہ ہوتا ہے جیسا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهِ اِلىٰ قِلَّةٍ))

''کوئی شخص بھی سود سے زیادہ (مال جمع) نہیں کرتا بلکہ اس کا انجام تنگ دستی ہوتا ہے''۔

ابن ماجه التجارات با ب التغليظ فى الربا(١٨٤٨) قال الشيخ الالبانى صحيح

آخر میں گزارش یہ ہے جتنے بھی ادارے کارڈز جاری کرتے ہیں یہ جہالت کے سود کی طرح قوم کو سود در سود میں پھنسانے کے پھندے ہیں بہت سے ہنستے بستے، خوشحال خاندان ان کارڈز کی وجہ سے سود کی لعنت میں لت پت ہوئے اور پھر اپنے ذاتی گھر بیچ کر بھی اس چنگل سے نہ نکل سکے لہذا ان سے بچا جائے تا کہ سود کی لعنت گلے نہ پڑے۔

میں تو سو احادیث سنوں گا

محمد عظیم حاصلپوری (مدرس جامعہ ھذا)

وہ مکہ مکرمہ میں باب بنی ہاشم کے پاس ایک بلند جگہ پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں حدیث رسول سے بہت شغف رکھتا ہوں لہٰذا عرض یہ ہے۔ اے ابو محمد! مجھے حدیث بیان کرو۔ کہتے ہیں میں نے چند احادیث اسے سنائیں اس نے مزید تقاضا کیا میں نے اس کی مزید خواہش بھی پوری کر دی لیکن اسکی بار بار درخواست سن کر میں نے اس کے سینہ پر ہاتھ سے ذرا سا دھکا دیا... کہ اب بس بھی کرو....وہ بلند جگہ پر بیٹھا تھا نیچے وادی کی طرف لڑھک گیا اور گہری جگہ جا گرا... چاروں جانب حجاج کرام بھاگ کر اس کے پاس اکھٹے ہو گئے اور یہ خبر عام ہونے لگی کہ سفیان بن عیینہ نے ایک حاجی کو مار ڈالا...جب حاجیوں کے درمیان اس سلسلہ میں چہ میگوئیوں نے طول پکڑا تو میں ڈر گیا اور افسوس کرنے لگا کہ کیونکر میں نے اس بیچارے کو دھکا دیا....؟ پھر جلدی سے نیچے اتر کر وادی میں گیا اور اس شخص کا سر اپنی گود میں رکھ کر پوچھا...کیا ہوا؟ وہ آدمی اپنے پاؤں مسلسل ہلائے جا رہا تھا اور منہ سے جھاگ نکالے جا رہا تھا.....یہ بھیانک منظر دیکھ کر یہ جملہ لوگوں میں عام ہو گیا کہ سفیان نے آدمی مار ڈالا۔ میں نے اس آدمی سے کہا، تمہارا ناس ہو....! کھڑے ہو جاؤ تم لوگوں کو نہیں دیکھ رہے وہ کیا کہہ رہے ہیں..؟ تو اس نے مجھے کہا...ذرا کان قریب کرو اور کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔((لَا وَاللّٰہِ اَلَّا اَقُوْمَ حَتّٰی تُحَدِّثَنِیْ مِائَۃَ حَدِیْثٍ عَنِ الزُّھْرِیْ وَعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ)) اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک آپ امام زہری اور عمرو بن دینار کی سند سے مجھے سو احادیث نہیں سنائیں گے۔ چنانچہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں نے اس آدمی کو سو احادیث سنائیں، سو احادیث سننے کے بعد وہ اس جگہ سے اٹھ کر چل دیا کیونکہ اسے کوئی چوٹ نہ لگی تھی۔

حمیدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں

نے ہم سے زمزم کی فضیلت میں یہ حدیث بیان کی۔

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَاشُرِبَ لَهُ))

’’زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے مراد پوری ہوتی ہے‘‘

یہ حدیث سن کر مجلس میں سے ایک آدمی اٹھ کر گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور عرض کیا:

(يَااَبَا مُحَمَّدٍأَلَيْسَ الْحَدِيْثُ بِصَحِيْحٍ الَّذِیْ حَدَّ ثَنَا بِهِ فِیْ زَمْزَمَ أَنَّهُ لِمَا شُرِبَ لَهُ)

’’اے ابو محمد! آپ زمزم کے بارے میں جو حدیث ہم سے بیان کی گئی ہے کہ جس نیت سے پیا جائے وہ نیت پوری ہوتی ہے، کیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے..؟‘‘

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں یہ حدیث صحیح ہے

اس نے کہا.

((انّی قَدْ شَرِبْتُ الْآنَ دَلْوًا مِنْ زَمْزَمَ عَلَى اَنْ تُحَدِّثَنِیْ بِمِأَةِ حَدِيْثٍ))

’’ابھی میں نے ایک ڈول آب زمزم نوش کیا ہے اور نیت دل میں یہ رکھی تھی کہ آپ مجھے سو حدیثیں بیان کریں گے (لیکن میری مراد تو پوری نہیں ہوئی)‘‘

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: بیٹھو میں تمہاری مراد پوری کرتا ہوں، چنانچہ انہوں نے اسی وقت سو احادیث بیان کر دیں، تب وہ آدمی خوش ہو کر چل دیا۔ کتاب الأذکیاء لابنِ جوزی (ص/ ۱۳۸)

یہ تھے میرے اسلاف جنہیں احادیثِ رسول سننے کا کس قدر اشتیاق ہوتا تھا اور ہر وقت اسی تاک میں ہوتے کہ کسی نہ کسی طرح حدیثِ رسول سننے کا موقعہ مل جائے، اور حدیث رسول کو ضبط کر کے دوسروں کو سنانے کی یہ ایک نادر مثال ہے۔

محترم قارئین کرام..! دین اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے جس کے بنیادی ماخذ دو ہیں، قرآن اور محمد کریم ﷺ کا فرمان، قرآن کی حفاظت کا ذمہ رب العالمین نے خود لیا ہے ارشاد ہوتا ہے ’’ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں،، (الحجر: ۹) رہی حدیث تو اس کی حفاظت کا ذمہ امتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے سپرد کر دیا گیا ہے ابتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث رسول ﷺ کو سنتے اور فوراً ضبط کر لیا کرتے تھے. یہاں تک کہ پہلی صدی ہجری تک عرب علماء عام طور پر کتابت کو اچھی نظر

سے نہیں دیکھتے تھے. جس کی سب سے بڑی وجہ عربوں کا فطرتاً قوی حافظہ ہونا تھا وہ جو سنتے فوراً یاد کر لیا کرتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں کہ عہدِ رسالت اور دورِ صحابہ میں احادیث لکھی نہیں جاتی تھیں. بلکہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں پہلے لوگ لکھتے نہ تھے بس حفظ کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے کچھ لکھ بھی لیتا تو حفظ کرنے ہی کے لئے لکھتا. علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حفظ احادیث کا بھی بے حد شوق تھا بعض تو والہانہ انداز میں ہر لمحہ ہر گھڑی اسی انتظار میں سراپا شوق بنے رہتے تھے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرمائیں اور وہ آپ کے ارشادِ عالی کو نوکِ زبان پر یاد کرنے کی سعادت حاصل کریں. اس کا بنیادی سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا تھی جو آپ نے انہی حدیث یاد کرنے والوں کے لئے کی تھی کہ:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّيْ)) ابن ماجه(۲۳٦)

''اللہ خوش وخرم رکھے ایسے شخص کو جس نے میری حدیث کو سنا، یاد کیا اور پھر لوگوں کو آگے پہنچایا''

مجموعی اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفظ احادیث میں بہت اہتمام کیا کرتے تھے. چند ایک مثالیں.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پیش آمدہ معاملہ میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع سے سوال کیا: کیا اس معاملہ کے حل کیلئے کسی کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہے تو بتائے...؟ متعدد صحابہ آگے بڑھے جن پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْنَا مَنْ يَّحْفَظُ عَلٰى نَبِيِّنَا)) ''اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہم میں ایسے لوگ رکھے ہوئے ہیں جو احادیث نبویہ کے حافظ ہیں'' (حجة الله البالغه ١/١٤٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو سب سے بڑے حافظ حدیث تھے جب وہ انتقال فرما گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس وحسرت کے لہجے میں کہا۔((يَحْفَظُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ))ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے تمام راویانِ حدیث میں سب سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہیں،،((فتح الباری:١.١٠٩))

معلوم ہوا کہ حفظ احادیث میں سب سے بلند مقام پر فائز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے انہیں ۵۳۷۴ احادیث برزبان یاد تھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ۲٦۳۰ احادیث، انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول کو ۲۲۳۰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ۲۲۱۰ فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم برنوک زبان یاد تھے. حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کو ۱۲۲۰ احادیث نبوی زبانی یاد تھیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۱۵۴۰ حدیثوں کے حافظ تھے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو ۱۱۷۰ احادیث یاد تھیں. یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر دی گئیں ہیں ورنہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سعادت کے حصول کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ اسی طرح تابعین اور تبع تابعین بھی فرمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں امام احمد رحمہ اللہ نے امام ابوزرعہ کے متعلق کہا کہ انہیں چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء ج :۱۳)

امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا قول ہے کہ: مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔ تاریخ بغداد(۲/۲۵) امام بخاری رحمہ اللہ کے بچپن کا واقعہ حاشد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہمارے ساتھ حدیث حاصل کرنے کے لیے مشائخ بصرہ کے پاس آتے جاتے تھے درآں حالانکہ وہ ابھی بچے تھے سولہ دن گزر گئے امام بخاری کے ساتھی لکھتے تھے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے تو امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھیوں نے آپ کو ملامت کی کہ تم لکھتے نہیں تو پڑھنے کا کیا فائدہ..؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ اپنی کاپیاں لاؤ۔ ہم نے وہ کاپیاں نکالیں، تو ان میں پندرہ ہزار سے زیادہ احادیث تھیں امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ سب کی سب زبانی پڑھ دیں یہاں تک کہ ہم امام بخاری کے حافظ سے اپنی کاپیوں کی تصحیح کرتے تھے۔ مقدمہ فتح الباری (ص ٤٧٨/)

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین کی چند ایک امثلہ ذکر کرنے کا مقصد امت مسلمہ کے نوجوانوں کا رخ اس بات کی طرف موڑنا ہے جس سے دور حاضر کا نوجوان تہی دامن کیئے ہوئے ہے، قرآن مجید کو اپنے سینے میں جگہ دینے کے ساتھ ساتھ فرمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ضبط میں لا، تاکہ حب رسول کا حقیقی اظہار ہونے کے ساتھ ساتھ دین حنیف اپنے صحیح معنوں میں محفوظ ہو۔

میرے پسندیدہ شعر

خدا نے ماں کو یہ عظمت کمال دی، اس کی دعا ہر آئی مصیبت ٹال دی
ماں کی شان کہ جنت اٹھا کر ماں کے قدموں میں ڈال دی

محمد ابوبکر سلفی (درجہ اولی)

دخترِ پاکستان عافیہ کی کہانی

میاں احمد ڈار (گوجرانوالہ)

لہوروشنائی miaan.gee2000@yahoo.com

2 مارچ 1972ء کو گلشن اقبال کراچی کے ڈاکٹر محمد صدیقی کی بیوی عصمت کے ہاں پیدا ہونیوالی بچی کے بارے میں کیا خبر تھی کہ 38 برس بعد اس کا ٹھکانہ امریکہ کی جیل ہوگا، اِسے آج دنیا ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے نام سے جانتی ہے۔ کراچی میں ہی اپنی ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1990ء میں اپنے بڑے بھائی کے پاس ٹیکساس امریکہ جا پہنچی، جہاں اس نے ہوسٹن یونیورسٹی میں داخلہ لیا یہاں ایک سال پڑھنے کے بعد عافیہ میوچٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی MIT میں آ گئی جہاں اس نے اپنی زندگی کے نہایت بہترین دن گزارے۔ ان 10 سالوں میں عافیہ نے یہاں سے نیورولوجیکل سائنسز میں Phd کی۔ مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی لگن میں عافیہ نے اس کیساتھ ہی ایک اور یونیورسٹی Braindeis میں داخلہ لے لیا اور یہاں Genetice neurosciences میں پڑھنے لگی۔ یہیں عافیہ کی ملاقات نیوروسائنسز کے ہی ایک سٹوڈنٹ محمد امجد خاں سے ہوئی جو کہ کراچی کا رہائشی تھا۔ تعلیم اور ذہنی یکسانیت کی بدولت 1995ء میں عافیہ نے امجد خاں سے شادی کر لی۔ شادی کے ایک سال بعد 96-11-23 کو ان کے ہاں پہلے بچے کی ولادت ہوئی جس کا انہوں نے ''احمد'' نام رکھا، جبکہ دو سال بعد 5 اگست 1998ء کو ''مریم'' پیدا ہوئی۔

اسی دوران نائن الیون رونپذیر ہوا، اور اسکے ساتھ ہی عافیہ کا دکھوں کا سفر بھی شروع ہو گیا۔ نائن الیون کے بعد عافیہ اور امجد کچھ دنوں کیلئے پاکستان آئے لیکن پھر واپس امریکہ چلے گئے۔ اِسکے کے کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ پاکستان لوٹے تو 3 اگست 2002ء کو انکے سب سے چھوٹے بیٹے سلمان کی پیدائش ہوئی۔ جس کے دو ہفتوں بعد ہی عافیہ کی دکھوں بھری زندگی کے ایک اور باب کا آغاز ہوا اور اسے طلاق ہوگئی کہ یہ آگ وخون کا دریا اسے اکیلے ہی عبور کرنا تھا۔ ایک رپورٹ کیمطابق جب وہ اپنے تیسرے بیٹے کی آٹھ ماہ کی حاملہ تھی تو اسے طلاق ہوگئی تھی۔ 25 دسمبر 2002ء کو کرسمس کے

موقع پر عافیہ اپنے بچوں کو اپنی ماں کے ہی پاس چھوڑ کر اپنی بڑی بہن ڈاکٹر فوزیہ کے پاس ایک بار پھر امریکہ آئی جو کہ بالٹی مور میں Sinai hospital میں ملازمت کرتی تھی۔ یہاں عافیہ نے اپنے لیے کسی موزوں جاب کی تلاش شروع کی لیکن عافیہ کو یہاں اپنے گرد خطرہ خطرہ سا محسوس ہونے لگا چنانچہ وہ فروری 2003ء کو پاکستان واپس لوٹ آئی۔ اور پھر مارچ 2003ء کو امریکہ نے اپنے ٹی وی چینلز پر عافیہ کی تصاویر مشتہر کر دیں اور اس میں انہوں نے اسے القاعدہ کا ایک خطرناک رکن ظاہر کیا اور یہ واضح طور پر 9/11 کے بعد مسلمانوں کو بے جا حراساں رکھنے کی امریکی مہم کا حصہ تھا۔ انہی دنوں میں نیوز ویک نے ایک سٹوری چھاپی، جس میں اس نے القاعدہ کے دو بڑے ممبران خالد شیخ محمد پاکستانی اور علی المیری قطری کیساتھ عافیہ کو بھی منسلک کر دیا اور اسے القاعدہ کے ایک بڑے رکن کا درجہ دے دیا۔ اسی اثناء میں خالد شیخ محمد پنڈی سے پکڑا گیا تو عافیہ کے حوالے سے بڑی بڑی خبریں آنا شروع ہو گئیں اور عافیہ کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا گیا۔

تب 30 مارچ 2003ء کو عافیہ نہایت گھبراہٹ کے عالم میں اپنی ماں کے گھر گلشن اقبال سے نکلی تو اس کیساتھ 6 سالہ بیٹا احمد، 4 سالہ مریم اور چھ ماہ کا سلمان تھا، عافیہ میٹرو کیب ٹیکسی میں سوار ہو کر کراچی ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوئی جہاں سے اس کا پروگرام پنڈی جانے کا تھا، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور "عشق کے امتحاں ابھی اور بھی تھے"۔ تب معصوم عافیہ کو اس کے معصوم بچوں کے ہمراہ بھیڑیوں نے رستے میں ہی دھر لیا۔ اس سے اگلے روز وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے ایک بڑی پریس کانفرنس میں اسکی گرفتاری کی تصدیق کر دی۔ انہی دنوں میں خفیہ ایجنسیوں کے لوگ عافیہ کے گھر جاتے رہے اور گھر والوں کو خاموش رہنے کیلئے ڈراتے دھمکاتے رہے۔ 30 دسمبر 2003ء کو عافیہ کی بڑی بہن ڈاکٹر فوزیہ نے اعجاز الحق کے ہمراہ فیصل صالح حیات سے ملاقات کی تو اس نے یہ کہہ کہ تسلی دی کہ مجھے یقین ہے کہ عافیہ کو چھوڑ دیا گیا ہو گا آپ خاموش رہو اور اس کے فون کا انتظار کرو لیکن عافیہ آئی نہ اس کا فون اس دوران عافیہ کے حوالے سے ایک گہری خاموشی چھائی رہی۔

2004ء کے تقریباً درمیان میں FBI نے چور مچائے شور کے مصداق ایک ڈرامہ رچایا اور اپنی ویب سائٹ پر عافیہ کی تلاش کا اشتہار دیا حالانکہ عافیہ واضح طور پر FBI کے ظلم کی چکی میں ہی تو

پس رہی تھی۔ اسی حوالہ سے ایک دفعہ برطانوی مسلم وزیر لارڈ نذیر احمد نے ہاؤس آف لارڈز انگلینڈ میں ایک احتجاجی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ بگرام افغان جیل میں 650 نمبر ایک قیدی خاتون ہے جس کے ساتھ امریکیوں نے نہایت ظلم روا رکھا ہوا ہے۔ وہ اسے وحشیانہ جسمانی تشدد کا نشانہ بناتے ہیں جبکہ آفیسرز کی طرف سے اس کیساتھ ریپ کرنے کے شواہد بھی ملے ہیں۔ اسے مردوں کیساتھ ہی رکھا گیا ہے حتیٰ کہ اسے علیحدہ ٹائلٹ کی سہولت نہ دی گئی۔ لیکن ظلم وجور کے اس نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنے؟ پھر ہوا یوں کہ ایک بے گناہ پاکستانی قیدی معظم بیگ جو کہ فروری 2002ء میں اسلام آباد سے گرفتار کیا گیا قندھار بگرام اور آخر کار گوانتا ناموبے سے ہوتا ہوا 2005ء میں رہا ہوا۔ آزادی کے بعد اس نے ایک کتاب The Enemy Combatant لکھی۔ جس میں اس نے مندرجہ بالا قیدی نمبر 650 کا بھی تذکرہ کیا۔ معظم بیگ نے لکھا کہ بگرام جیل میں ایک قیدی خاتون جسکا نمبر 650 ہے موجود ہے، جب امریکی اسے تشدد کا نشانہ بناتے ہیں تو اسکی دلدوز چیخوں سے پوری بگرام جیل لرز اٹھتی تھی۔ جس پر مشہور زمانہ نومسلم برطانوی BBC صحافی خاتون یونے ریڈلی نے تحقیق کا آغاز کیا۔ تب 7 جولائی 2008ء کو اسلام آباد میں عمران خان کے ہمراہ ایک پرہجوم پریس کانفرنس میں یونے ریڈلی نے انکشاف کیا کہ 650 نمبر قیدی خاتون ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہی ہے۔ ریڈلی کے اس دھماکہ خیز انکشاف کے نتیجے میں امریکیوں میں کھلبلی مچ گئی اور وہ لگے اپنی بغلیں جھاڑنے۔ تب انہوں نے ایک بہت بڑا ڈرامہ رچایا اور اگر اسے دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا جائے تو بعید نہ ہوگا۔

3 اگست 2008ء کو عافیہ کے ہوسٹن (ٹیکساس) میں مقیم بڑے بھائی کے پاس FBI کا ایجنٹ آیا اور انہیں مطلع کیا کہ عافیہ افغانستان سے پکڑی گئی ہے جبکہ اس سے اگلے روز امریکی فیڈرل پراسیکیوٹر نے میڈیا کے سامنے کنفرم کیا کہ عافیہ وسط جولائی میں افغانستان سے پکڑی گئی ہے۔ حالانکہ سب کچھ جھوٹ کے ایک بڑے پلندے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس کیلئے انہوں نے یہ کہانی گھڑی کہ عافیہ 17 جولائی کو گورنر غزنی کے محل کے صحن میں مشکوک حالت میں چلتے ہوئے پائی گئی اور ANP افغان نیشنل پولیس نے اس کے بیگ سے بارود بنانے کے نوٹس، اہم امریکی عمارات کی

تصاویر اور دھماکہ خیز دھاتیں برآمد کی ہیں۔ اسی پر بس نہیں پھر یہ کہا گیا کہ اگلے دن ایک US پرسنلز پارٹی عافیہ سے پوچھ گچھ کیلئے گورنر غزنی کے محل میں گئی جس میں FBI کے دو سپیشل ایجنٹ‘ ایک US آرمی وارنٹ آفیسر‘ ایک US آرمی کیپٹن جبکہ ایک US ملٹری ٹھیکیدار تھا جو کہ مبینہ طور پر بلیک واٹر کا اہلکار تھا شامل تھے۔ وہ محل کے سیکنڈ فلور پر موجود میٹنگ ہال میں پہنچے تو عافیہ جو کہ پہرے داروں کی غفلت کی وجہ سے اسی کمرے کی کھڑکی کے پردوں کے پیچھے چھپی کھڑی تھی اس نے موقع غنیمت جانتے ہوئے امریکی وارنٹ آفیسر کی گن M4 کاربین اٹھا کر ان پر فائر کرنا چاہا۔ تب امریکی بلیک واٹر اہلکار نے عافیہ کو فوراً دھکا دیکر نیچے گرادیا اور پھر وارنٹ آفیسر نے اپنے 9mm سروس پسٹل سے عافیہ پر 2 فائر داغ دیئے اور یوں یہ بوگس کہانی مکمل ہوئی۔ عافیہ کو پہلے پہل تو ٹیکساس جیل میں رکھا گیا جبکہ اب وہ نیویارک کی بروکلین جیل میں ہے۔ گذشتہ ہفتے 3 فروری کو جب عافیہ امریکن ڈسٹرکٹ کورٹس آف نیویارک میں اپنا فیصلہ سننے آئی تو وہ وہیل چیئر پر سوار تھی۔ گوانتاناموبے سٹائل اورنج رنگ یونیفارم میں ملبوس عافیہ نے اپنا سر سفید حجاب سے ڈھانپ رکھا تھا۔ امریکی شہری پر حملہ کرنے 2001ء میں القاعدہ کیلئے لائبیریا افریقہ میں ہیروں کی تجارت کرنے اور القاعدہ کو دوسرے اور طریقوں سے سہولت دینے جیسے 7 بوگس الزامات کو سچ ثابت کرتے ہوئے بدبخت امریکن جج مائیکل جے گارکیا نے جب عافیہ کے خلاف فیصلہ سنایا تو پاکستان کی اس آہنی بیٹی نے اپنا فیصلہ نہایت صبر و تحمل اور استقامت سے سنا۔ عافیہ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اس سے پہلے کہ آسمان گر پڑتا‘ عافیہ نے خدا کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اپنا سر تسلیم خم کرلیا۔ عافیہ کی وکلاء الزبتھ فینک اور ایلن وائٹ فیلڈ نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ اس فیصلے کیخلاف بھرپور دفاع کرینگی اور انہیں جس حد تک بھی جانا پڑا جائیں گی۔

عافیہ پر لگائے گئے تمام الزامات بوگس ہیں لیکن ایک ایسا الزام کہ جس سے وہ انکاری نہیں اور وہ یہ کہ عافیہ ایک بنیاد پرست‘ باعمل اور داعی خاتون تھی اور یہی اس کا جرم ٹھہرا۔ امریکہ میں قیام کے دوران اس نے اسلام کی دعوت کا کام جنون کی حد تک کیا، اسی وجہ سے امریکی اس سے خائف تھے۔ MIT میں دورانِ تعلیم وہ اپنے کلاس فیلوز میں قرآن اور اسلامی کتب تقسیم کرتی۔ اس نے وہاں

قرآن کے سٹڈی سرکلز ترتیب دیئے۔ عافیہ کے متعلق اس کی ایک امریکی ہمسائی نے اپنے بیان میں کہا کہ She just cameout have to teach us about Allaha,and english was not her first language، وہاں اس عافیہ نے امریکی جیلوں میں بھی دعوت کا بھرپور کام کیا۔ بوسنیا وار نے عافیہ کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ عافیہ نے بوسنین عورتوں اور خصوصاً حاملہ بوسنین کے قتل عام پر ایک گرافکس پریزینٹیشن بھی بنائی، جسے وہ اپنے لیپ ٹاپ کمپیوٹر پر لوگوں کو دکھاتی۔ عافیہ نے بوسنین یتیم بچوں اور بیواؤں کیلئے بھرپور فنڈ ریزنگ کی اور اس کیلئے وہ باقاعدہ مقامی مسجد میں بھی گئی اور وہاں لیکچر دیا۔ دوران خطاب اس نے نمازیوں سے پوچھا کہ کس کے پاس ایک سے زائد بوٹ ہیں تو آدھے نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے جس پر عافہ نے ترغیب دلائی کہ کیوں نہ یہ اضافہ جوڑا آپ بوسنیا والوں کو دے دو، تو اس پر نمازیوں اور حتیٰ کہ امام مسجد نے بھی اپنا ایک ایک جوتوں کا جوڑا دے دیا۔

2004ء میں بوسٹن میگزین میں عافیہ پر ایک مضمون چھپا، جس میں لکھا گیا کہ عافیہ نے ایک سٹڈی سرکل میں کچھ اس طرح کے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

May Allaha gives this strength and sincerity to us, So that our humble effort continue and expands until Amrica becomes a muslim land عافیہ نے مقامی مسلم بچوں کے درجنوں گروپ ترتیب دیئے ہوئے تھے۔ جنہیں وہ باری باری ہر ہفتے ویک اینڈ پر قرآنی قاعدہ پڑھانے جاتی۔ بچوں کو قاعدہ پڑھانا ہی عافیہ کا جرم ٹھہرا اور امریکیوں نے اس قاعدے اُسے القاعدہ بنا دیا۔ عافیہ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے ”یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی“۔ عافیہ کی کہانی میں اگرچہ درجنوں سوالات جنم لیتے ہیں مگر وہ تمام سوالات ہم نے اہل شعور کیلئے رکھ چھوڑے ہیں۔ عافیہ کی کہانی یہیں پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ عافیہ کی کہانی سوائے ایک کردار کے مکمل ہے، بش اور اوباما کی صورت میں راجہ داہر جبکہ راجہ داہر کے چیلوں کی صورت میں مشرف تو موجود ہے۔ بس ایک محمد بن قاسمؒ کی کمی ہے۔ عافیہ کی پکار، کون ادا کرے گا ابن قاسمؒ کا کردار؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

رحمت اللہ شاکر (مدرس جامعہ ھذا)

حضرت ابوبکر صدیق (عتیق) عبداللہ بن عثمان (ابوقحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئ القرشی التمیمی والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے نبوت کے بعد جب دعوت دین کا آغاز کیا تو رسول اللہ ﷺ پر بڑوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”سب سے پہلے سات آدمیوں نے اسلام کا اظہار کیا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، سمیہ ام عمار رضی اللہ عنہا صہیب رضی اللہ عنہ بلال رضی اللہ عنہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ“۔

مصنف ابن ابی شیبة (٣٣٨/٧) (٣٦٥٨٢). اس کی سند حسن ہے۔

بڑوں میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سے سب سے پہلے جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

ترمذی، المناقب، باب اول من صلی علی ...... (٣٧٣٥). البدایة والنهایة (٣٣/٣).

رسول اللہ ﷺ کے سب سے پیارے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے

آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر اپنی اُمت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہے“۔

صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا (٣٦٥٦) (٤٦٧)

مشرکین مکہ کی ستم رسائی سے تنگ آ کر مکہ چھوڑ کر جانے لگے تو سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی، اس نے جانے سے روک لیا اور کہا کہ تم تو:

”غریبوں کو کما کر دینے والے ہو“

”رشتہ داریوں کو ملاتے ہو“

”بوجھوں والوں کے بوجھ اٹھاتے ہو“

”مہمانوں کی ضیافت کرتے ہو“

”حقیقی آزمائشوں میں مدد کرتے ہو“

تم کو ہم مکہ سے جانے نہیں دیں گے، لہٰذا میرے ساتھ واپس مکہ چلو۔ اور انہیں مکہ واپس لے آئے۔

صحیح بخاری مع الفتح، مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ (٢٩١/٩) (٣٩٠٥).

یارِ غار اور ہجرت کے ساتھ اور ہر مشکل وقت میں ہم رکاب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

سیر أعلام النبلاء (٢٦٦/٢٦)

آپ ﷺ نے فرمایا:

”کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں روز قیامت صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا، کسی کو روزے کے دروازے سے بلایا جائے، کسی کو باب الریان سے بلایا جائے گا (جنت کے آٹھ دروازے ہیں)“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا“۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ أَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ))

”اے پیارے ابوبکر رضی اللہ عنہ! قیامت کے دِن جنت کے تمام دروازوں سے تجھ کو بلایا جائے گا“۔

صحیح بخاری، فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذاً خليلا (٣٦٦٧)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر t

اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے ناراض ہو کر آئے ہیں''۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ:

((یَغْفِرُ اللہُ یَا اَبَا بَکْرٍ رضی اللہ عنہ ثَلَاثًا))

''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہیں اللہ معاف فرمائے...... ''آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی''۔))

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ ﷺ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی۔ تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟'' آپ ﷺ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ ﷺ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

صحيح بخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب إن لم تجدينى فأتى اباكر (٣٦٦١)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بھی دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَبَابَكْرٍ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''اے اللہ! ابوبکر کو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا''

المنتخب (٣٤٥/٤) وحياة الصحابة (١٦١/٣). كنز العمال (٢٥٥/١١) (٣٦٦٢٢) والدر المنثور (٢٤٢/٣) وجمع الجوامع (٩٩٣٨)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ: زَوَّجَنِی ابْنَتَہٗ وَ حَمَلَنِیْ إِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَ أَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِہٖ وَ مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ فِی الاِسْلَامِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ أَبِیْ بَکْرٍ))

”اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر، انہوں نے اپنی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے میرا نکاح کیا، اور ہجرت میں میری مدد کی، اور سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کروایا اور اسلام میں سب سے زیادہ نفع مجھے اگر کسی کے مال نے دیا ہے تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال ہے۔“

سنن الترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۳۷۱۴) وکنز العمال (۳۳۱۲۴). البدایة والنهایة (۳۶۱/۷)

آپ ﷺ نے اپنا نائب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنایا

ایک دن ایک عورت مسئلہ دریافت کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر آنا اور مسئلہ پوچھ لینا۔ وہ کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں دوبارہ آؤں لیکن آپ نہ ملے تو پھر کس سے ملوں اور کس سے مسئلہ پوچھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ أَبَابَکْرٍ))

”اگر میں نہ مل سکوں تو مسئلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھ لینا“۔

صحیح بخاری، فضائل الصحابة، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا (۲۷۵۹).

عمل صالح میں سب سے بڑھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا:

((مَنْ أَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا؟))

”تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میں نے“۔

پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا:

((فَمَنْ تبعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جنازَةً؟))

''تم میں سے کس نے آج کسی کا جنازہ پڑھا ہے؟''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

((فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟))

''تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟''

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا:

((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟))

''تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِىءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

''جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا''

صحیح مسلم، الزکاۃ، باب من جمع الصدقۃ و اعمال البر (۱۰۲۸) و فی فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی بکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کی جناب حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام دارمی نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے۔

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے

جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے اپنے سر کو کپڑا باندھ رکھا تھا جیسا کہ درد سر کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے پھر آپ ﷺ منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اس وقت آپ ﷺ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں " پھر فرمایا "ایک بندہ ہے جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے: نہیں یا رسول اللہ ﷺ! نہیں، ایسی دلدوز بات نہ فرمائیے ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر سے قربان کر دیں گے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اس کے بعد آنحضرت ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اسکے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری کھڑا ہونا تھا۔ و الدارمی، المقدمہ(۷۷)

رسول کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپکو یاد کرتے تو ان کے آنسو رواں ہو جاتے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ: میں نے اس منبر پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی جائے گی۔ پس تم اللہ تعالی سے عافیت مانگو'' احمد(۱ / ۱۷۰) شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

آخر کار یہ علم و عمل کا سپوت ۲۱/ جمادی الثانی ۱۳ ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو چھوڑ گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر دو سال تین مہینہ اور دس دِن فائض رہے۔

میں لوٹ کے کبھی نہ آؤں گا

محمد یحییٰ طاہر
مسئول مکتب جامعہ ھذا

وقت بے بدل نعمت ہے آخرت میں اسی وقت کی کمائی کھائی جا سکے گی، لیکن آخرت کا وقت کسب وترقی کا محل نہیں بن سکے گا، خوش نصیبی کی نمایاں علامات یہ ہیں کہ وقت کا صحیح استعمال ہو اور اسے ہمت سے نبھایا جائے۔ فرمان رسول ﷺ ہے۔

((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَغُ)) بخاری، الرقاق (٧٤١٢)

’’دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں صحت اور فراغت‘‘

ہمیشہ نامور قوموں نے ہی وقت کی قدر کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے خاص طور پر مسلمان قوم جو ایک درخشاں تاریخ رکھتی ہے اور جس کے جاہ وجلال اور عظمت وسطوت کے پرچم صدیوں سربلند رہے ہیں وقت کی قدر ان کے مذہبی فرائض میں شامل ہے اور قدر دانی وقت ان کی تاریخی خصوصیت رہی ہے وہ صدیوں تک دنیا پر چھائی رہی۔ علم وحکمت کے میدانوں میں بڑھتی اور اقوام عالم کے سامنے ترقیوں کے منازل طے کرتی رہی نیز ان کے علم ودانش کی درس گاہیں تو وقت کی اہمیت کی پابند تھیں۔

وقت اللہ تعالیٰ کی ایک عام نعمت ہے جو امیر وغریب، عالم وجاہل، چھوٹے اور بڑے سب کو یکساں ملی ہے وقت کی مثال کڑکڑاتی دھوپ میں رکھی ہوئی برف کی سل سے دی جا سکتی ہے جس سے اگر کوئی فائدہ اٹھایا گیا تو ٹھیک ورنہ وہ تو بہرحال پگھل ہی جاتی ہے۔

اس وقت مسلم معاشرہ مجموعی طور پر ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہے۔ جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہیں وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ وہ دین اور دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں وقت کا ضیاع ان کے ہاتھوں میں کشکول گدائی تھما دیتا ہے کتنے ہی لوگ جو سینما ہالوں، نجی مجلسوں اور رقص وسرور کی محفلوں میں وقت ضائع کرتے ہیں ہمارا

کتنا ہی قیمتی وقت نکتہ چینی، غیبت، بہتان بازی اور بے تحاشا سونے میں ضائع ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اخلاق میں، علوم وفنون میں، ٹیکنالوجی میں، معاشیات اور ایجادات میں ہم اقوام عالم سے پیچھے رہ گئے ہیں حالانکہ فرمان نبوی یہ تھا کہ:

((مِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ))

”آدمی کے اسلام کے حسن میں ایک بات یہ بھی ہے کہ انسان بے مقصد مشاغل چھوڑ دے“

مسند احمد (۱/۲۰۱)(۱۷۳۲)صحیح

کسی شخص نے خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں ایک حیرت انگیز کرتب دکھانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی تو دربار میں حاضر ہو کر فرش میں ایک سوئی کھڑی کر دی اور کچھ فاصلے پر کئی سوئیاں ہاتھ میں لیکر کھڑا ہو گیا پھر اس نے ایک سوئی اٹھائی اور فرش پر کھڑی ہوئی سوئی کا نشانہ لیا حاضرین کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کے یہ دوسری سوئی پہلی سوئی کے ناکے میں داخل ہو کر پار ہو چکی ہے اس طرح اس نے تقریبا دس سوئیاں پھنکیں اور سب پہلی سوئی کے ناکے سے پار ہو گئیں ہارون الرشید نے حیرت انگیز کمال دیکھا تو حکم دیا کہ اس شخص کو دس دینار انعام میں دیئے جائیں اور دس کوڑے لگائیں جائیں حاضرین نے اس عجیب وغریب انعام کی وجہ پوچھی تو ہارون الرشید نے کہا دس دینار اس کی ذہانت نشانے کی سچائی کا انعام اور دس کوڑے اس بات کی سزا کہ اس نے اپنی خداد صلاحیتیں اور قیمتی وقت ایک ایسے کام میں صرف کیا جس کا دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں۔

وقت کی قدر جنہیں تھی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں مسئلہ تو مجھے معلوم ہے لیکن جو الفاظ نبی ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے تھے وہ میں بھول گیا تو وہی الفاظ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی زبان سے سننے کے لیے ملک شام کے دار الخلافہ دمشق میں پہنچے اس کے لیے منڈی سے جا کر سواری خریدی اور سفر شروع کیا صعوبتوں والا خطرناک سفر تھا راستہ میں بھوک پیاس برداشت کی درختوں کے پتوں پر گزارہ کیا وہاں پہنچ کر ان کے دروازے پر دستک دی اور کہا کہ میں جابر ہوں آپکی خدمت کے لیے مدینہ منورہ سے آیا ہوں انہوں نے تعجب سے کہا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ! کہا جی ہاں.! وہ جلدی سے باہر تشریف لائے معانقہ

کیا بڑے خوش ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ نے اتنا لمبا سفر کس غرض سے کیا۔؟

فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کے بارے میں وہ الفاظ یاد ہیں جو اس وقت آپ ﷺ نے بیان کئے تھے۔ ((فَخَشِيتُ اَنْ اَمُوتَ قَبْلَ اَنْ اَسْمَعَهَا)) ’’مجھے ڈر سا لگا کہ کہیں درست الفاظ سننے سے پہلے مجھے موت نہ آنے‘‘ انہوں نے جب الفاظ سنائے تو کہنے لگے اجازت دیجئے اب میں واپس چلتا ہوں انہوں نے کہا آپ نے اتنا لمبا سفر کیا ہے آپ کو کھانے اور آرام کی ضرورت ہے اور اس کے بعد واپس جانا ہی ہے، کہتے ہیں اگر میں کھانے اور آرام کرنے میں یہاں وقت ضائع کروں تو یہ میرے اپنے مشن کے منافی ہے۔ سنن دارمی (١/٦٩)

آج مسلم معاشرے میں پیدا ہونے والے بچے کی زندگی تباہ کرنے کے لیے ہزار جال بچھائے گئے ہیں۔ ویڈیو گیم، ٹی وی، فحش لٹریچر کا ایک سیلاب بلاخیز ہے جس میں اس کی معصوم زندگی کے حسین اور کار آمد لمحات ضائع اور بے فائدہ بہتے چلے جا رہے ہیں تعلیم کا زمانہ جو درحقیقت انسانی عمر کی ناپختہ ٹہنی کے برگ وبار کا زمانہ ہوتا ہے اگر وقت کی قدر کے صحت بخش چشموں سے اس کو سیراب کیا گیا تب تو یہ ٹہنی آگے ایسے سایہ دار درخت کی شکل اختیار کر سکتی ہے جسکی شاداب شاخیں ہزاروں درماندہ رہگیروں کے لیے پرسکون چھاؤں فراہم کر سکتی ہے لیکن اگر ٹہنی کو ضیاعِ وقت کی دیمک لگ گئی تو دوسروں کے لیے سامان راحت کی فراہمی تو کجا خود اپنی شادابی اور زندگی سے بھی محروم ہو سکتی ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا اور اس وقت حضور ﷺ تنہا تشریف فرما تھے میں بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا کافی آپ نے نصیحتیں فرمائیں۔ ان میں سے یہ بھی فرمائی عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا نظام الاوقات بنائے۔ وقت کے ایک حصہ میں وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرے دوسرے حصہ میں اپنے خالق کی ذات پر غور وفکر کرے۔ بقیہ حصہ میں تدبیر معاش میں مشغول ہو آپ نے فرمایا صحیفہ ابراہیم کی مرکزی تعلیم تھی۔ ابن حبان (٣٦١)

اے غافل..! ہر گھڑی ہر دن یہ پیغام دے کر جاتا ہے کہ میں لوٹ کے کبھی نہ آؤں گا۔

آئیے قرآن سیکھیں

تفسیر القرآن

(سوالاً وجواباً)

اعجاز الحق صدیقی (متعلم جامعہ ھذا)

دوسری قسط

سوال: رب العالمین میں کونسی توحید پائی جاتی ہے؟

جواب: اس میں توحید ربوبیت پائی جاتی ہے اور توحید ربوبیت تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو منفرد ماننے کا نام ہے۔ (۱) خلق (۲) ملک (۳) تدبیر

سوال: لفظ مالک کتنے طریقوں سے بڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: لفظ مالک کی دو قراتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔

۱۔ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

”کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے“ آل عمران (٣/٢٦)

۲۔ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، مَلِكِ النَّاسِ، إِلَٰهِ النَّاسِ﴾

”کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں، (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی، لوگوں کے معبودِ برحق کی۔“ الناس (١١٤/١.٣)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس کی چار لغات ذکر کی ہیں۔

(١) مَالِكِ (٢) مَلِكِ (٣) مَلْكِ (٤) مَلِيكِ الجامع لاحکام القرآن (١/١٨٤)

سوال: بادشاہت صرف اللہ کی ہے دو دلیل ذکر کریں۔

جواب: ۱۔ ﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثاً وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَاناً وَإِنَاثاً وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيماً إِنَّهُ

عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴾

”(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے، یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔“

الشوری(٤٢/٤٩..٥٠)

٢۔ ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سالم، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست بڑائی والا، اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے“ سورة الحشر (٥٩/٢٣)

سوال: یومٌ کے معنی اور دنیاوی دن اخروی دن میں تعین کے بارے آپ کیا جانتے ہیں ذکر کریں؟

جواب: دن اور رات کے مجموعے کو یوم کہتے ہیں‘ دنیاوی اور اُخروی دن میں فرق ہے دنیا کا دن زیادہ سے زیادہ چھ ماہ یا ایک سال کا دن ہوتا ہے جبکہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا نیک لوگوں کو یہ مختصر سا لگے گا جبکہ کافروں کو بہت بڑا محسوس ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾

”(اور) اس روز (نازل ہوگا) جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا“

المعارج(٧٠/٤)

نیز یہ یاد رہے کہ اللہ کے ہاں ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ﴾ الحج(٢٢/٤٧)

”اور آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے“

سوال : دین کے معنی ذکر کریں اور اس کے انکاری کا انجام بتائیں؟

جواب : لفظ دین کئی معنوں کے لیے آتا ہے چند ایک یہ ہیں۔ ملت و مذہب، قانون، جزاء و سزا۔ یوم الدین کے جھٹلانے والے کا انجام جہنم ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَ لُوْنَ ، عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ، مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَر، قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ، وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ، وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ، وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ، حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ﴾

''وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے، (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے، کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟، وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے، اور اہلِ باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے، اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔''

المدثر (٤٦.٤٠/٧٤)

سوال : ہدایت کتنے معنوں کے لیے مستعمل ہے بمعہ امثلہ ذکر کریں؟

جواب : لفظ ہدایت عموماً دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ا) راہنمائی کرنا (۲) راستہ بتانا (راستہ دکھانا)

ا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

((وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ))

ہم نے انسان کو (حق و باطل) دونوں راستے بتا دیئے ہیں۔ البلد (۹۰ / ۱۰)

۲۔ راستہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچانا۔

﴿وَأَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ﴾

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔ یعنی ان کی تدبیر منزل مراد تک نہیں پہنچا سکتی)'' یوسف (٥٢/٢٠)

سوال: صراط مستقیم کونسا راستہ ہے۔؟

جواب: صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ کردہ سیدھی راہ ہے جو بندے کو جنت تک پہنچانے والی راہ ہے اس راہ کو اللہ نے حبل اللہ کہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس راہ کی تعین میں فرمایا: مَا اَنَا وَعَلَيْهِ أَصْحَابِيْ (تفسیر القرآن ۱/۳۷)

سوال: منعم علیھم کون لوگ ہیں۔؟

جواب: منعم علیھم گروہ انبیاء، شہداء، صدیقین، اور صالحین، کا ہے۔

﴿ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ﴾

''اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔'' (النساء: ٤/٦٩)

سوال: مغضوب علیھم اور الضآلین کون لوگ ہیں۔؟

جواب: مغضوب سے مراد یہودی اور ضالین سے مراد عیسائی ہیں۔

سوچنے کی باتیں

حافظ زبیر عارف (درجہ اولی)

- اگر مانگنا ہے تو صرف اسی ذات سے مانگ جس کے سب محتاج ہیں۔
- اگر شرمانا چاہتے ہو تو اپنے گناہوں اور برے اعمال کو یاد کر کے شرماؤ۔
- ایک ایک لمحے کو سونے کی طرح قیمتی سمجھو کیونکہ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔
- ہر مشکل اور پریشانی میں جوش کی بجائے ہوش سے کام لو۔

اظہار تعزیت

اللھم اغفر لھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم

① مسجد مکرم کے صدر حاجی کرامت اللہ کی زوجہ محترمہ سابقہ ماہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔

② استاد محترم حافظ رضاء اللہ رؤف صاحب کی والدہ محترمہ ۴ اپریل کو رضائے الٰہی سے رحلت فرما گئیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

اقوال الصالحین

بزرگوں کی باتیں

چوتھی قسط

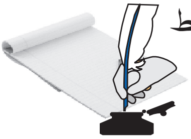

ابوعبدالرحمٰن حاصلپوری (مدرس جامعہ ھذا)

قول محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((الشُّكْرُ تَقْوَى اللّٰهِ تَعَالىٰ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ))

”شکر، اللہ کے ڈر اور عمل صالح کا نام ہے“

تفسیر ابن کثیر (٥٢٨/٣)

قول أبي عبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ

أبوعبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((الصَّلَاةُ شُكْرٌ، وَالصِّيَامُ شُكْرٌ. وَكُلُّ خَيْرٍ تَعْمَلُهُ لِلّٰهِ .عَزَّ وَجَلَّ. شُكْرٌ وَافْضَلُ الشُّكْرِ الْحَمْدُ))

”نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے اور ہر نیکی کا کام جو انسان اللہ کے لیے کرتا ہے وہ شکر ہے نیز افضل ترین شکر حمد بیان کرنا ہے“

تفسیر ابن کثیر (٥٢٨/٣)

قول امام الشعبی رحمہ اللہ

امام الشعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

((الشُّكْرُ نِصْفُ الْإِيْمَانِ وَالْيَقِيْنُ الْإِيْمَانُ كُلُّهُ))

”شکر نصف ایمان ہے اور یقین کامل مکمل ایمان ہے“

عدد الصابرین لابن قیم (ص/١٢٤)

قول ابی حازم رحمہ اللہ

کسی نے ابوحازم رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ:

((مَاشُکْرُ الْعَیْنَیْنِ یَا أَبَا حَازِمٍ.؟))

''اے ابوحازم! آنکھوں کا شکر کیا ہے'' توانہوں نے فرمایا:

''اگر توان آنکھوں سے بھلائی دیکھے تو اس کو عام کر اور اگر برائی دیکھے تو اس پر پردہ ڈال دے''

((فَمَا شُکْرُ الْاُذُنَیْنِ.؟))

''کانوں کا شکر کیا ہے''توانہوں نے فرمایا:

''اگر ان کانوں سے تو نیکی کی بات سنے تو اس کو یاد کر لے اور اگر ان سے بری بات سنے تو اس کو دفع کر''

((فَمَا شُکْرُ الْیَدَیْنِ.؟))

''ہاتھوں کا شکر کیا ہے''توانہوں نے فرمایا:

''ان ہاتھوں سے اس چیز کو مت پکڑ جوان کے لیے مناسب نہیں اور جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے''

((فَمَا شُکْرُ الْبَطَنِ))

''بطن کا شکر کیا ہے'' توانہوں نے فرمایا:

توانہوں نے جواباً اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی۔

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ○ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ○ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔۵۔مگر اپنی بیویوں یا (کنیزوں سے) جو اُن کی مِلک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں۔٦۔اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں۔''

عدد الصابرین لابن قیم (ص/ ١٣٥، ١٣٦)

قول أبی سلیمان الدارانی رحمہ اللہ

أبوسلیمان الدارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

((جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ جَعَلَ فِیْ قَلْبِهٖ خِصَالًا))

''اللہ تعالیٰ کے جلیس روز قیامت وہ ہوں گے جن میں یہ خصال پائی جائیں''

١. الْكَرَمُ	''فیاضی''	**٢. وَالسَّخَاءُ**	''سخاوت''
٣. وَالْحِلْمُ	''بردباری''	**٤. وَالرَّأفَةُ**	''نرمی''
٥. وَالشُّكْرُ	''شکر''	**٦. وَالْبِرُّ**	''نیکی''
٧. وَالصَّبْرُ	''صبر''		

عدد الصابرين لابن قيم (ص/١٢٤)

قول وہب بن منبہ رحمہ اللہ

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اندھا، کوڑھی اور برص (پھلبہری) کی بیماری میں مبتلا تھا اس کے باوجود وہ کہہ رہا تھا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نِعَمِهٖ))

''شکر ہے اللہ کا، اسکی نعمتوں پر''

وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے ساتھ ایک آدمی چل رہا تھا وہ ٹھہر کر پوچھنے لگا:

((أَیُّ شَیْءٍ بَقِیَ عَلَیْكَ مِنَ النِّعْمَةِ تَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَیْهَا))

''کونسی چیز اللہ کی نعمتوں میں سے تجھ پر باقی ہے کہ جس پر تو اللہ کا شکریہ ادا کر رہا ہے''

تو وہ آدمی کہنے لگا۔

''اپنی نظر کو باسیان مدینہ کی طرف گھما کر تو دیکھ کہ کتنے لوگ اس میں رہتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی میرے علاوہ تجھے اللہ کی نعمتوں کو پہچاننے والا نہیں ملے گا پھر میں کیوں نہ اللہ کی حمد وثناء بیان کروں''

عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين (ص/١٤٣)

بقیہ درس حدیث (ص/۳)

۷۔ بے ہودہ کلام سے بچنا

(۳) بدن کے اعمال کا تعلق ایمان کی (۳۸) شاخوں سے ہے۔

ان میں سے کچھ کا تعلق اعیان سے ہے اور وہ (۱۵) ہیں۔

۱۔ حسی اور حکمی طہارت ۲۔ ستر کو ڈھانپنا ۳۔ فرض و نفل نماز
۴۔ زکوٰۃ ۵۔ گردنوں کو آزاد کرنا ۶۔ سخاوت
۷۔ فرض و نفل روزہ ۸۔ حج و عمرہ ۹۔ طواف
۱۰۔ اعتکاف ۱۱۔ لیلۃ القدر کو تلاش کرنا ۱۲۔ دین کے لیے ہجرت
۱۳۔ نذر کو پورا کرنا ۱۴۔ قسموں میں کوشش کرنا ۱۵۔ کفارہ کو ادا کرنا

اور کچھ کا تعلق بالتبع ہے اور وہ چھ شاخیں ہیں

۱۔ نکاح کے ساتھ پاکدامنی اختیار کرنا ۲۔ اہل و عیال کے حقوق ادا کرنا
۳۔ والدین سے نیکی کرنا ۴۔ اولاد کی تربیت کرنا
۵۔ صلہ رحمی کرنا ۶۔ بڑوں کی اطاعت اور غلاموں کے ساتھ نرمی کرنا

اور کچھ کا تعلق عوام سے ہے اور وہ سترہ شاخیں ہیں۔

۱۔ عدل کے ساتھ امارت کا قیام ۲۔ جماعت کی متابعت ۳۔ اہل امر کی اطاعت
۴۔ لوگوں کے درمیان اصلاح کرانا ۵۔ نیکی پر تعاون ۶۔ حدود کو قائم کرنا
۷۔ جہاد ۸۔ امانت کو ادا کرنا ۹۔ قرض کو ادا کرنا
۱۰۔ ہمسایہ کا احترام کرنا ۱۱۔ معاملات کا بہتر بنانا ۱۲۔ مال کو فضول خرچی کے بغیر خرچ کرنا
۱۳۔ سلام کا جواب دینا ۱۴۔ چھینک کا جواب دینا ۱۵۔ لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا
۱۶۔ فضول اور بیہودہ کاموں سے پرہیز کرنا ۱۷۔ راستہ سے تکلیف کو ہٹانا۔

ان کا مجموعہ ۶۹ بن جاتا ہے۔ فتح الباری فی کتاب الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہے اور رحمت والا ہے

قاری دلاور سلفی (متعلم جامعہ ھذا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ پر غشی سی طاری ہوئی پھر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو کس بات سے ہنسی آ رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی پھر

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ الکوثر (۱/ ۔۳)

"یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے"

پڑھا پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا وہ ایک نہر ہے مجھ سے میرے رب نے اس کا وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت کے لوگ پانی پینے کے لیے آئیں گے اور اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد کے برابر ہے کچھ لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا میں عرض کروں گا یا اللہ یہ میرا امتی ہے تو اللہ تعالی فرمائیں گے کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ اس نے آپ ﷺ کے بعد نئی باتیں گھڑی تھیں۔ صحیح مسلم، الصلاۃ (۸۹۴) وابو داؤد (۷۸۴) والنسائی (۹۰۳)

بسم اللہ ہر سورت کی ایک مستقل آیت ہے جیسا کہ رسول اللہ نے سورہ کوثر کے نزول کے وقت اسے پڑھا، نیز یہ وہ کلمہ ہے کہ شیطان اسے سنتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے بلکہ وہ مکھی کی طرح ذلیل ہو جاتا ہے، صحابی اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سواری پر

سوار تھا ان کا بیان ہے کہ سواری پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ کہو اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بھی اسے نقل کیا ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ کہہ، بسم اللہ کی برکت سے شیطان ذلیل ہوگا۔ اسی لئے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ ابو داؤد، الادب، (٤٩٨٢) واحمد (٥٩/٥) حسن۔

بسم اللہ ایک عظیم آیت ہے آیئے اس کے متعلق رسول اللہ کی سنائی ہوئی اک داستان سنتے ہیں۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں تو بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے جادوگر کی طرف بھیج دیا جب وہ لڑکا چلا تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا جو کہ اسے پسند آئیں پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا تو اس کے پاس بیٹھتا اور جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا تو وہ جادوگر اس لڑکے کو مارتا تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دیا کر کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا (جب لڑکا اس طرف آیا تو اس نے کہا میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا اے اللہ اگر تجھے جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے تو اس درندے کو مار دے تاکہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی تو راہب نے اس لڑکے سے کہا اے میرے بیٹے آج تو مجھ سے افضل ہے کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے گا پھر اگر تو مبتلا کر دیا جائے تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح

کر دیتا تھا بلکہ لوگوں کا ساری بیماری سے علاج بھی کر دیتا تھا بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لئے ہیں اس لڑکے نے کہا میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا شفاء تو اللہ تعالی دیتا ہے تو اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ تعالی سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفاء دے دے پھر وہ اللہ پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالی نے اسے شفاء عطا فرما دی پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی اس نے کہا میرے رب نے اس نے کہا کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے اس نے کہا میرا اور تیرا رب اللہ ہے پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب دینے لگا تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں کہا پھر جب وہ لڑکا آیا تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے ! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا بلکہ شفاء تو اللہ تعالی دیتا ہے بادشاہ نے اسے پکڑ کر سزا دی یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا راہب آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا اس نے بھی انکار کر دیا بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروا دیئے پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا اس نے بھیانکار کر دیا تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے تو اس لڑکے نے کہا اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچا لے اس پہاڑ پر فورا ایک زلزلہ آیا جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا بادشاہ نے اس لڑکے سے

پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا لڑکے نے کہا اللہ پاک نے مجھے ان سے بچا لیا ہے بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے تو اس لڑکے نے کہا اے اللہ تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا لے پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا اس نے کہا اللہ تعالی نے مجھے ان سے بچا لیا ہے پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا تو مجھے قتل نہیں کر سکتا جب تک کہ اس طرح نہ کرو جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں بادشاہ نے کہا وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھو اور پھر کہو اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر مجھے تیر مارو اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا:

((بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ)) ”اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے“

پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا تو سب لوگوں نے کہا ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا تجھے جس بات کا ڈر تھا اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا پھر خندقیں کھودی گئیں اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی بادشاہ نے کہا جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں آئے گا تو میں اس آدمی کو اس خندق میں ڈلوا دوں گا تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی تو اس عورت کے بچے نے کہا اے امی جان صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے۔

صحیح مسلم، الزهد والرقاق، باب قصة أصحاب الأخدو.................(٧٥١١)

اخبار جامعہ

زکریا سہیل

۱۔ جامعہ ھذا نے الحمدللہ محنتی، مشفق اور اپنے فن میں رسوخ رکھنے والے محترم قاری محمد شاہد محمود عاصم حفظہ اللہ برادرِ صغیر فضیلۃ الشیخ قاری القراء حضرت مولانا محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ کی تدریسی خدمات حاصل کرلیں ہیں۔

۲۔ جامعہ ھذا کے ششماہی امتحانات الحمدللہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ بمطابق فروری 2010ء میں ہوئے جس کے شاندار نتائج کے موقعہ پر حافظ اسعد محمود سلفی (مدیر جامعہ ھذا) نے نتائج کا اعلان کیا اور پوزیشن ہولڈر طلباء کے درمیان انعامات بھی تقسیم کیئے۔ تمام شعبہ جات میں اول اور دوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے اسماء گرامی یہ ہیں

شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی)

درجہ اولیٰ:	اول پوزیشن: عدنان خلیل	دوم پوزیشن: محمد انس
درجہ ثانیہ (اولیٰ):	اول پوزیشن: حافظ عبدالقدیر	دوم پوزیشن: محمد عثمان مدنی
درجہ ثانیہ (ثانیہ):	اول پوزیشن: محمد مدثر	دوم پوزیشن: محمد وقاص
درجہ ثالثہ:	اول پوزیشن: فہد اقبال	دوم پوزیشن: حافظ فہد اللہ
درجہ رابعہ:	اول پوزیشن: عزیز الرحمٰن	دوم پوزیشن: زبیر اسلم
درجہ خامسہ:	اول پوزیشن: محمد ایوب عزام	دوم پوزیشن: محمد سفیان
درجہ سادسہ:	اول پوزیشن: زکریا سہیل	دوم پوزیشن: محمد شہزاد علی
درجہ سابعہ:	اول پوزیشن: حسنین شاکر	دوم پوزیشن: آصف عرفان

شعبہ تجوید القرآن (سال اول)

اول پوزیشن: حافظ عدیل الرحمٰن دوم پوزیشن: حافظ محمد سلمان بٹ

شعبہ تجوید القرآن (سال دوم)

اول پوزیشن: حافظ محمد عاصم دوم پوزیشن: حافظ بلال افتخار

شعبہ قراءت سبعہ

اول پوزیشن: قاری دلاور سلفی دوم پوزیشن: قاری محمد انس مہار

شعبہ حفظ القرآن

۱۔کلاس: قاری احسان اللہ ولکھ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

اول پوزیشن: عمر بن امان اللہ بٹ دوم پوزیشن: عبدالعزیز بن عبدالواحد، یاسر بن عبداللطیف

۲۔کلاس قاری عبدالسلام صاحب حفظہ اللہ

اول پوزیشن: عبدالرحمٰن بن ساعد دوم پوزیشن: بوبکر بن محمد وسیم

۳۔کلاس: قاری شاہد محمود عاصم صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

اول پوزیشن: محمد عبداللہ بن عبدالمنان دوم پوزیشن: مجیب الرحمٰن بن عبدالستار

۴۔کلاس قاری اللہ دتہ صاحب حفظہ اللہ

اول پوزیشن: عبداللہ بن ریاض دوم پوزیشن: ذیشان بن محمد خلیل

۵۔کلاس قاری ضیاء الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

اول پوزیشن: سمیع اللہ بن نصیر احمد دوم پوزیشن: سعداللہ بن سمیع اللہ

اہم اعلان

جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) اہلحدیث ماڈل ٹاون گوجرانوالہ کے تمام شعبہ جات سے سابقہ سالوں میں سند فراغت پانے والے علماء عزام ان نمبرز پر فورا کال کر کے اپنا ڈاک ایڈریس درج کروائیں تا کہ ان کے نام پر اعزازی مجلّہ "المکرم" جاری کیا جا سکے۔

ph:0301-6131916:0321-7202700:0300-7407150:055-3846592

اقوال زریں

ظاہر یار احمد (درجہ اولی)

◎ اے نفس خدا کے دیئے ہوئے پر راضی رہ، ورنہ دوسرا مالک تلاش کر لے جو اس سے زیادہ دے۔

◎ اے نفس جن باتوں سے خدا نے منع کیا ہے ان سے بچ، ورنہ اس کی مملکت سے باہر چلا جا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عبدالقدیر بن محمد عبداللہ

معراج کا عظیم تحفہ

(متعلم جامعہ ھذا)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ○ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَ عَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَـآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَـآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ○ ﴾ سورۃ البقرۃ(۲/ ۲۸۵-۲۸۶)

”رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اترے اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے‘ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی‘ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا‘ جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے‘ اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے‘ ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔“

سورہ بقرہ کی آخری آیات تحفہ ربانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو معراج کی رات عطاء فرمایا علاوہ ازیں یہ عرش تلے ایک خزانہ ہے جو نبی کریم ﷺ کو دیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب

حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے، جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک ہی پہنچتی ہے اور یہاں سے ہی لے جائی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے، پھر یہاں سے آگے لے جائی جاتی ہے اور اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔

((فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ))

"وہاں حضور ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں، پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش"

صحيح مسلم، الإيمان، باب في ذكر سدرة المنتهى، (١٧٣)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں کہ:

﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

"اللہ ہی کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں اگر تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لیں گے جسے چاہیں معاف فرما دیں اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے" سورة البقرة (٢/ ٢٨٤)

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ آیات کریمہ گراں گزریں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یعنی دو زانو ہو کر آپ ﷺ سے عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ان اعمال کے کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے نماز روزہ جہاد اور صدقہ تو آپ ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں جس میں ذکر کئے گئے احکام کی ہم طاقت نہیں رکھتے (یعنی دل میں کوئی وسوسہ نہ آنے پائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو جس طرح تم سے پہلے اہل کتاب کہہ چکے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی اس پر عمل نہیں کریں گے بلکہ تم اس طرح کہو کہ

ہم نے آپ کا فرمان سن لیا اور ہم نے بخوشی مان لیا ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اے پروردگار اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ﴿سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ کہنے کے فوراً بعد ہی یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ ....الخ

جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت ﴿وَإِنۡ تُبۡدُوا مَا فِي أَنۡفُسِكُمۡ أَوۡ تُخۡفُوهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ........﴾ منسوخ فرما کر یہ آیات نازل فرمائیں ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا سے فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ.....﴾ سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع تک۔

صحیح مسلم ،الایمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس ...(٣٢٩)والترمذی(٢٩٩٢)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنۡ قَرَأَ بِالۡآيَتَيۡنِ مِنۡ آخِرِ سُوۡرَةِ الۡبَقَرَةِ فِي لَيۡلَةٍ كَفَتَاهُ))

''جس نے رات کے وقت (یعنی سوتے وقت) سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔'' بخاری » فضائل القرآن » باب سورة البقرة (٥٠٠٩)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا' اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے (وہ یہ ہیں)

فَاتِحَةُ الۡكِتَاب سورۃ فاتحہ

وَخَوَاتِيۡمُ سُوۡرَةِ الۡبَقَرَةِ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات

مزید فرمایا: کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔

مسلم» فضائل القرآن » باب فضل الفاتحه و خواتيم سورة البقره (١٨٧٧)

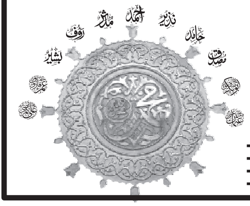

میرے پیارے نبی ﷺ

غضنفر اقبال (درجہ سابعہ)

اگر تو انسان کو دیکھا جائے تو انسان میں یہ بات بخوبی پائی جاتی ہے کہ جب وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی ایک ایک بات کا خیال رکھتا ہے اور پھر ایک ایک خواہش کا بھی خیال رکھتا ہے اور پھر اس کی کوشش بھی یہ ہوتی ہے کہ وہ اُس طرح کا ہو جائے جس طرح کا اس کا محبوب ہے۔

پھر اس طرح ایک وہ شخص ہے کہ جو نبی کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے تو پھر اس شخص کا حق نہیں بنتا کہ آپ ﷺ کے ہر ایک حکم پر اپنی گردن کو جھکا دے۔ ہاں یہ بات تو صاف طور پر واضح اور روشن ہے کہ جو یہ کام کرتا ہے وہ تو آپ ﷺ سے محبت کا دم بھر سکتا ہے مگر وہ شخص جو صرف اور صرف اپنی زبان سے تو بڑے بڑے دعوے کرتا ہے مجھے تو نبی کریم ﷺ سے حد سے زیادہ محبت ہے، میں تو ان کے لیے اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہوں' بلکہ جان کیا اپنا مال بھی خرچ کر سکتا ہوں' آپ سب مل کر اس بات پر غور کریں.......؟

کیا یہ سب کہ سب دعوے ہمارے سچے ہیں یا کہ صرف اور صرف لوگوں کو دیکھانے کیلئے ہیں........؟ کہ ہم سے بڑا اس دنیا میں کوئی اور محبت کرنے والا ہے ہی نہیں.........؟ یا یہ بات تو نہیں کہ ہم اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے مسلمان کہلانے کیلئے......؟ یا ایک یہ بھی بات ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر صرف اور صرف آپ ﷺ کے قول تک مگر فعل تک نہیں۔

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر صرف حلق کے اوپر اوپر تک.......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر آباؤ اجداد کی محبت کہاں جائے گی.......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر امام صاحب کی محبت کہاں جائے گی.......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر مولوی صاحب کی محبت کہاں جائے گی.......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر رشتے داروں کی محبت کہاں جائے گی.......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر بیوی کی محبت کہاں جائے گی......؟

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر اولاد کی محبت کہاں جائے گی......؟

کبھی آپ نے اکیلے میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اس بات پر غور وفکر کیا ہے کہ اگر تو میں آپ ﷺ سے واقعہ سچی محبت کرتا ہوں تو کون کون سی صفات میرے اندر ہونی چاہئیں......؟

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (التوبة:٢٤)

”کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“

صحیح بخاری »کتاب الایمان »باب حب الرسول من الایمان (١٥)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ))

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔“ البغوی فی شرح السنہ(١/٢١٢.٢١٣)

سب سے پہلے اگر تو قرآن پاک کی آیت کے بارے میں غور وفکر کیا جائے تو آٹھ ایسی چیزیں ہیں جو

کہ ہمیں آپ ﷺ کی محبت سے روکتیں ہیں۔ جیسے کہ:

آپ ﷺ سے محبت تو ہے مگر والدین، اولاد، بھائی، بیوی، برادری، مال، تجارت اور محلات کدھر جائیں۔؟ وہ محبت جو سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا نہ سکھائے اور وہ اتباع جو نبی ﷺ سے محبت نہ سکھائے محض دھوکہ اور فریب ہے۔

کاش جو آج ہم اپنی زبانوں سے کہتے ہیں ''محبّ رسول ہیں'' یہ بات عمل کے طور پر ہمارے اندر داخل ہو جائے۔ غمی و خوشی میں‘ تنگی و آسانی میں‘ جان و مال میں‘ اولاد و گھربار میں غرضیکہ دنیا و مافیھا میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک ہر شے سے زیادہ محبت اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ سے نہ ہو۔ ایمان والا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کے اپنی ساری کی ساری خواہشات کو آپ ﷺ کے تابع نہ کرلے۔

اگر تو مجھے آپ ﷺ سے سچی محبت ہے تو حق تو یہ بنتا ہے کہ دنیاوی چیزوں کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے تابع کر دیں، اور اپنے محبوب جناب حضرت محمد ﷺ کے ایک ایک عضو کا علم ہو کہ وہ کیسا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک روئے مبارک جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر پکار اٹھے تھے کہ یہ چہرہ کسی دروغ گو (جھوٹے) کا چہرہ نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے رخسار مبارک نہ بہت زیادہ پر گوشت نہ کم بھرے ہوئے۔ نرم اور سرخی مائل اور ہموار۔ حضور اقدس ﷺ کا چہرہ مبارک ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست‘ چہرہ کسی قدر گول۔ حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ گورا گلابی‘ اور نورانی چہرہ‘ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی مقدس پیشانی کشادہ اور روشن جو کہ ابھری ہوئی نہیں تھی۔ حضور اقدس ﷺ کی بھنویں خم دار‘ باریک اور گنجان‘ دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی‘ اور سرخی مائل‘ ان میں سرخ ڈورے تھے۔ آپ ﷺ کا دہانہ کشادہ تھا۔ جو مناسب تھا اور پاکیزگی لئے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک روشن چمکدار اور باریک‘ سامنے کے دانت ایک دوسرے سے

قدرے چھیدے ہوئے جو خوبصورت لگیں۔ آپ ﷺ کی مقدس ناک بلندی مائل مگر زیادہ اونچی نہیں۔ آپ ﷺ کا لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کے لئے شفا۔ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک بڑا لیکن نہایت موزوں، بال مبارک سیاہ تھے اور کسی قدر گنگھریالے۔ رسول اللہ ﷺ کی ریش گھنی تھی، کنگھی کرتے تھے اور مونچھ مبارک کٹوایا کرتے تھے۔ آخری عمر میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور ریش مبارک میں سترہ یا بیس بال سفید تھے۔ (یہ مضمون مختلف کتب سے تیار کیا گیا ہے۔ مثلاً شمائل ترمذی، خصائص الکبریٰ، مواہب اللدنیہ، مسند احمد، زادالمعاد، الاصابہ)

انعامی کوئز

درجہ ذیل سوالات کے درست جوابات ارسال کرنے والوں کو مجلّہ المکرّم کی طرف سے دو بہترین کتب ارسال کی جائیں گیں، ایک سے زائد درست جوابات موصول ہونے پر فیصلہ قرعہ اندازی سے کیا جائے گا۔

سوال: نبی کریم کے والد، والدہ، دادا، دادی، نانا اور نانی کا نام درج کریں۔؟

سوال: رسول کریم ﷺ کے اس داماد کا نام بتائیں جن کا داماد نبی کریم ﷺ کا سسر اور ان کا داماد ہو۔؟

سوال: نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں آپ ﷺ کے ہم زلف کا نام بتاتے ہوئے انکی بیوی کا نام بھی ذکر کریں۔؟

سوال: حبر الامۃ کس صحابی کا لقب ہے۔؟

سوال: گڑھے میں گرنے کے بعد حاجی نے کیا مطالبہ کیا...؟ (مجلّہ سے)

جواب ارسال کرنے کی آخری تاریخ یکم مئی ہے. نیز صفحہ کی ایک جانب اپنا نام اور مکمل ڈاک ایڈریس لکھیں۔

کس لیے....؟

ابو عبداللہ محمد آصف الرحمن

(فاضل جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم)

۱۔ اگر رسول اللہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر مانا جائے تو آپ ﷺ کا مکہ سے مدینہ ہجرت فرمانا کس لیے...؟

۲۔ اگر نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو ہجرت کے وقت حضرت علی ؓ کو امانتیں واپس لوٹانے کے لیے مکہ میں چھوڑنا کس لیے...؟

۳۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو آپ کا اپنی بیویوں میں باری تقسیم کرنا کس لیے..؟

۴۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو آپ کا غزوات کے لیے بدر، احد، تبوک، فتح مکہ وغیرہ کا سفر کس لیے...؟

۵۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو حدیبیہ کا سفر کس لیے...؟

۶۔ اگر نبی مکرم ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو آپ کا سفر پر جاتے وقت سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ کو مدینہ کا امام مقرر کرنا کس لیے....؟

۷۔ اگر رسول رحمت ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو مدینہ کی دوسری مساجد میں اماموں کی امامت کس لیے...؟

۸۔ اگر نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو حجۃ الوداع کے لیے صحابہ کرام کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کا مکہ کا سفر کس لیے....؟

۹۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو معراج کی رات براق کے ذریعے مسجد اقصیٰ اور اقصیٰ سے آسمان کی طرف جانا کس لیے...؟

اور جو لوگ اس طرح کے عقائد رکھتے ہیں انہیں ہمیشہ خاموش رہنا ہوگا ورنہ ان کی بات کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

(الحجرات۲/۴۹)

”اے اہلِ ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو“

اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور اکرم کی موجودگی میں اونچی آواز میں بات کرنا اعمال کی بربادی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی موجودگی اور خاموشی میں اونچی آواز میں باتیں کرنے، نعرے لگانے اور ڈھول بجانے والوں کے اعمال کے بارے میں آپ حضرات خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ........اللہ رحیم وکریم حق بات سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعائے صحت اے اللہ..! انہیں شفاء عطاء فرما آمین

① محترم محمد اشرف کویتی صاحب کی زوجہ محترمہ جو کہ کچھ عرصہ سے زیر علاج ہیں انکی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔

② مولانا شمس الدین صاحب (مدرس جامعہ ھذا) کے دادا جان ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کامل کی دعا فرمائیں۔

③ مسجد مکرم کی انتظامیہ میں سے حاجی محمد حمید (یونائیٹڈ والے) جو کہ شوگر اور بینائی کے عارضہ کا شکار ہیں ان کے لیے بھی دعا فرمائیں۔

④ مہتمم جامعہ ھذا چوہدری بشیر صاحب اور سابقہ صدر مسجد مکرم بابو فیاض الرحمٰن بٹ صاحب عرضہ سے بیمار ہیں قارئین ان کی صحت یابی کی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

طلباء کی دنیا

آپ ﷺ کی مفید اور سنہری باتیں

محمد عثمان مدنی (درجہ ثانیہ)

آپ ﷺ جب دنیا تشریف لائے تو دنیا جہالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ آپ کا دنیا میں آنا تھا کہ آپ نے اندھیروں کو اُجالے میں بدلا ڈالا اور آپ لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے۔ اور اب میں آپ کی کچھ باتوں کو عرض کرتا ہوں۔

۱۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سارے مومن ایک آدمی کی طرح ہیں کہ اگر اس کے کسی عضو میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری ۸۹۰/۲)

۲۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ آپس میں بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بن کر رہو، کسی مسلمان کے لیے لائق نہیں کہ اپنے بھائی کو تین سے اوپر چھوڑ دے۔ (صحیح بخاری ۸۹۶/۲)

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگ زمین والوں پر مہربانی کرو، تم پر آسمان والا مہربانی کرے گا۔

(سنن ابی داؤد :۳۳۵/۲ ،جامع ترمذی :۱۴/۲)

۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن وہ شخص نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے بازو میں رہنے والے پڑوسی بھوکے رہ جائیں۔ (مشکوۃ :۴۲۴/۲)

اندھیروں کی سرکشی محمد سے دیکھی نہ گئی   پھر آفتاب بن کر مجھ کو نکلنا پڑا
ہر ایک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیاء بن کر   فضاء کو جگمگایا آپ شمس الضحی بن کر
دنیا کو ہے پھر معرکہ روح بدن پیش   تہذیب نے پھر درندوں کو ابھارا
بندہ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے   قوت فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

مہمان اور میزبان

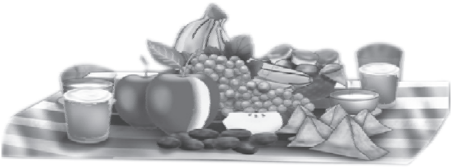

ثناء اللہ (درجہ خامسہ)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ میں اس حال میں پہنچے کہ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے ہمارے کانوں کی سننے کی اور آنکھوں کے دیکھنے کی طاقت متاثر ہو چکی تھی ہم اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے کہ کوئی ہمارا بوجھ اٹھا لے مگر طاقت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی یہ بوجھ نہ اٹھاتا۔ آخر کار ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ ہم لوگوں کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں اس وقت تین بکریاں تھیں۔ آپ نے فرمایا! ان کا دودھ دوہ لیا کرو ہم اکٹھے گزارہ کریں گے۔ ہم ان بکریوں کا دودھ دوہتے اور تینوں اپنا حصہ پی لیتے اور اللہ کے رسول کا حصہ بچا کر رکھ رہتے آپ ﷺ اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر رات کو تشریف لاتے اور ہمیں ایسی آواز سے سلام کہتے کہ جس سے سونے والے کی آنکھ نہ کھلے اور جو جاگ رہا ہو وہ سن لے۔

ایک رات میں جبکہ اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا‘ ایسا ہوا کہ شیطان نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ نبی ﷺ تو انصار کے لوگوں کے پاس جاتے ہیں‘ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کو جو کھانے کی ضرورت ہوئی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ بھلا آپ ﷺ واس تھوڑے سے دودھ کی کیا ضرورت ہوگی۔

چنانچہ میں آپ ﷺ کے حصے کی طرف بڑھا اور دودھ پی گیا۔ جونہی دودھ پیٹ میں گیا تو شرمندگی نے آ گھیرا شیطان نے دل میں وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیا کہ تم نے نبی کریم ﷺ کا حصہ پی لیا ہے۔ اب آپ ﷺ آئیں گے اور دودھ موجود نہیں ہوگا تو تجھے بددعا دیں گے چنانچہ تیری دنیا اور آخرت برباد ہو جائیں گی۔ پیٹ میں گیا دودھ اب واپس کیسے آ سکتا تھا۔ میں چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر ڈھانپتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور پاؤں ڈھانپتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ پریشان کن خیالاے میں نیند نہ آئی۔ میرے دونوں ساتھی سوئے ہوئے تھے وہ خوش قسمت تھے۔ کہ

جو کام مجھ سے ہو گیا تھا۔ وہ اس سے محفوظ تھے آخر کار رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے حسب معمول آپ ﷺ نے نفل نماز پڑھی۔ اس کے بعد دودھ کے قریب آئے۔ برتن کا ڈھکن اٹھایا۔ تو وہ خالی تھا ۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ میں دل میں کہنے لگا کہ اب آپ ﷺ مجھے برا بھلا کہیں گے۔ اور میں برباد ہو جاؤں گا مگر آپ ﷺ نے اللہ کے حضور بس یہ الفاظ فرمائے۔

''اے اللہ جو مجھے کھلائے اسے کھلا جو مجھے پلائے اسے ہلا'' آپ ﷺ کے یہ الفاظ سن کر میں اپنے تہبند کو مضبوطی سے باندھتے ہوئے اٹھا۔ ہاتھ میں چھری پکڑ لی اور بکریوں کی طرف چلنے لگا۔ یہ سوچ کر کہ ان میں سے جو موٹی ہوگی۔ اسے ذبح کروں گا۔ اور آپ ﷺ کھلاؤں گا۔ موٹی بکری کے پاس آیا۔ تو اس کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا دیکھا باقی دونوں کو بھی دیکھا تو ان کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا تھا۔ رسول ﷺ کے گھر والوں کا یہاں ایک فالتو برتن پڑا ہوا تھا۔ میں نے اسے پکڑا اور اس میں دودھ دوہنے لگ گیا۔ اتنا دودھ برتن میں ہو گیا کہ اوپر جھاگ آ گئی۔ اب میں نے اس دودھ کو لیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آپ ﷺ پوچھنے لگے۔ مقداد نے رات اپنے حصے کا دودھ نہیں پیا میں نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول آپ دودھ پی لیں۔''

آپ ﷺ نے دودھ پیا اور مجھے دے دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ سیر ہو گئے ہیں اور آپ ﷺ نے جو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دعا کی تھی میں اس کا مستحق ہوطکا اب میں ہنسنے لگا۔ حتیٰ کہ ہنستے ہنستے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ سمجھ گئے اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

اے مقداد: لگتا ہے کوئی حرکت کی ہے۔''

میں نے جو کچھ کیا تھا' سارا کچھ آپ ﷺ کو بتلا دیا اس پر آپ ﷺ فرمانے لگے'' اسے وقت میں یہ دودھ محض اللہ کی رحمت ہے۔ یہ بات تھی تو مجھے پہلے ہی بتا دیتے ہم اپنے باقی ساتھیوں کو جگا لیتے وہ بھی یہ دودھ پی لیتے۔'' اس پر میں نے عرض کی:

اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی۔ اب مجھے کیا پروا کہ لوگوں میں سے کوئی اس رحمت حاصل کرتا ہے یا نہیں۔

صحيح مسلم ، الاشربه ،باب اكرام الفيف وفضل ايثاره (٥٣٦٢)

زہر کا تریاق

حافظ محمد عمران اعجاز (درجہ اولیٰ)

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت سفر میں جا رہی تھی ایک عرب کے قبیلہ میں ان کا پڑاؤ ہوا تو انہوں نے ان قبیلہ والوں سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا لیکن اہل قبیلہ نے میزبانی سے انکار کر دیا اتفاقا اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ انہوں نے اس کا ہر چیز سے علاج معالجہ کیا لیکن اسے کسی چیز نے نفع نہیں دیا۔ ان میں سے بعض لوگ کہنے لگے کہ کاش تم اس جماعت کے پاس جاتے جس نے تمہارے یہاں پڑاؤ ڈالا ہے شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو تمہارے سردار کو نفع بخش دے پس ان میں سے کچھ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے، تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج وغیرہ ہے.؟ جماعت میں سے ایک شخص نے کہا میں علاج کرتا ہوں لیکن ہم نے تم سے مہمان نوازی چاہی تو تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کر دیا لہذا میں علاج نہیں کروں گا حتی کہ میرے لیے تم کوئی اجرت وغیرہ مقرر کرو۔ انہوں نے ان کے واسطے بکریوں کا ایک ریوڑ (تمیں یا چالیس) اجرت کے طور پر مقرر کیا تو وہ ان کے سردار کے پاس آئے اور اس پر سورۃ فاتحہ پڑھی اور پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کو شفاء ہوگئی گویا کہ کسی بندش سے چھوٹ گیا، راوی کہتے ہیں پھر انہوں نے جس پر معاہدہ کیا تھا اسے پورا کیا، ان لوگوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو، لیکن دم کرنے والے صاحب نے کہا کہ ایسا نہ کرو یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ سے پاس پہنچ جائیں اور ان سے اس کے حکم کے بارے میں معلوم کر لیں، پس اگلی صبح ہم حضور ﷺ کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ فاتحہ دم ہے تم نے اچھا کیا اپنے ساتھ میرا بھی حصہ مقرر کرو۔

ابو داؤد، البیوع، (۲/۲۹۱۷) و صحیح بخاری، فضائل القرآن (۵۰۰۷)

مبارک ہو

دولہا، دولہن کو مبارکباد دینے کی دعا

محمد عمران حاصپلوری (درجہ اولیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے شادی کی ہے تو آپ ﷺ اسے یوں مبارکباد دیتے۔

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ))

''اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت کرے اور تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں جمع کر دے''

ابو داؤد، النکاح، باب مایقال للمتزوج شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

میدانِ اُحد میں ربّ کے حضور دعا

ابوبکر اسماعیل (درجہ خامسہ)

حضرت عبید اللہ بن رفاعہ الزرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کی جنگ کے بعد مشرک واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''برابر ہو جاؤ، تاکہ میں اپنے پروردگار کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاؤں''۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ اپنے ربّ سے یوں باتیں کرنے لگے:

- اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے۔
- اے اللہ! تو جس کے لیے فراخی پیدا کر دے اس فراخی کو کوئی سکیڑ نہیں سکتا۔
- اے اللہ! جس شخص کے لیے تو تنگی پیدا کر دے، اس تنگی کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔
- اے اللہ! جسے تو گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔
- اے اللہ! جسے تو ہدایت سے نواز دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔
- اے اللہ! جس شخص سے تو کوئی نعمت روک لے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔
- اے اللہ! جس کو تو عطا کر دے، اسے کوئی روک نہیں سکتا۔
- اے اللہ! جس کو تو اپنے سے دور کر دے اسے کوئی تیرے قریب نہیں کر سکتا۔
- اے اللہ! جس کو تو قریب کر لے اسے کوئی تیرے سے دور نہیں کر سکتا۔
- اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں پھیلا دے۔
- اے اللہ! اپنی رحمتیں سایہ فگن کر دے۔
- اے اللہ! اپنے فضل کا سائبان بنا دے۔

- اے اللہ! اپنے رزق کی کشائش کر دے۔
- اے اللہ! تجھ سے ایسی نعمت کا سوالی ہوں جو سدا برقرار رہے، نہ ہٹے اور نہ ٹلنے پائے۔
- اے اللہ! کوئی فقیری کا دِن آ جائے تو مدد کا سوالی ہوں۔
- اے اللہ! کوئی خوف کا دِن آ جائے تو امن کا بھکاری ہوں۔
- اے اللہ! تو نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے نقصان سے میں تیری حفاظت مانگتا ہوں۔
- اے اللہ! جو ہمیں عطا نہیں فرمایا اس کے شر سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔
- اے اللہ! ایمان کو ہمارا محبوب بنا دے۔
- اے اللہ! اسے ہمارے دلوں کا حسن بنا دے۔
- اے اللہ! ناشکری سے ہمیں نفرت دلا دے۔
- اے اللہ! حق سے ہٹنے اور نافرمانی کرنے کو ناپسند بنا دے۔
- اے اللہ! ہدایت والے لوگوں میں ہمیں شامل فرما دے۔
- اے اللہ! ہم مریں تو مسلمان ہو کر۔
- اے اللہ! اگر زندہ رہیں تو فرماں بردار ہو کر۔
- اے اللہ! اخروی ملاقات کریں تو نیکو کاروں سے۔
- اے اللہ! نہ ہم رسوائیوں میں پڑیں اور نہ فتنوں سے دوچار ہوں۔
- اے اللہ! کافروں کو ہلاک کر، جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔
- اے اللہ! انہیں برباد کر کہ جو تیرے راستے سے روکتے ہیں۔
- اے اللہ! ان کو دھمکا اور ان پر اپنا عذاب مسلط فرما۔
- اے اللہ! اے معبودِ برحق! ان کافروں کو بھی تباہ و برباد کر جن کو تو نے کتاب دی ہے۔

مسند احمد (٤٢٤/٣) (١٤٥٩٨) و مستدرك حاكم (٢٣/٣) (٤٣٠٨) والادب المفرد للبخاری(١٥٤/٢) (٦٩٩) والسنن الكبرى للنسائی (٥٦/٦) (١٠٤٤٥)۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

◆

چراغ زندگی

(حافظ انعام الرحمٰن، درجہ اولیٰ)

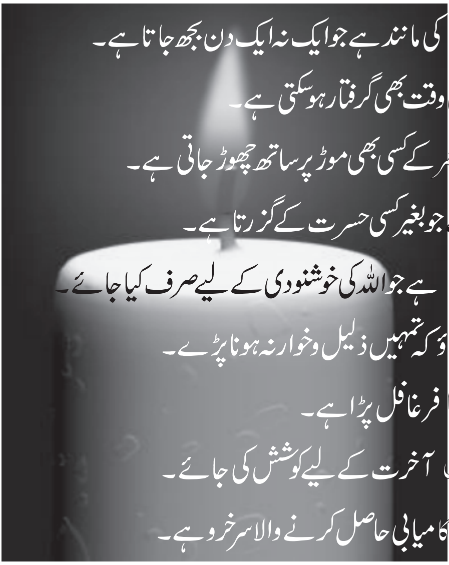

○ زندگی ایک جلتے ہوئے چراغ کی مانند ہے جو ایک نہ ایک دن بجھ جاتا ہے۔

○ زندگی موت کی مجرم ہے جو کسی وقت بھی گرفتار ہو سکتی ہے۔

○ زندگی ایک بے وفا ساتھی ہے جو عمر کے کسی بھی موڑ پر ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔

○ زندگی کا وہ لمحہ سب سے بہتر ہے جو بغیر کسی حسرت کے گزرتا ہے۔

○ زندگی کا سب سے قیمتی حصہ وہ ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے صرف کیا جائے۔

○ زندگی میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ کہ تمہیں ذلیل وخوار نہ ہونا پڑے۔

○ زندگی کا قافلہ رواں ہے لیکن مسافر غافل پڑا ہے۔

○ کامیاب زندگی وہی ہے جس میں آخرت کے لیے کوشش کی جائے۔

○ زندگی ایک امتحان ہے اس میں کامیابی حاصل کرنے والا سرخرو ہے۔

ذرا سوچیے...!

محمد انس جرار سیالکوٹی (کلاس، قاری اللہ دتہ صاحب)

اللہ نے سود سے روکا ہم نے بینک بنا دیئے۔

اللہ نے زنا سے روکا ہم نے کلب بنا دیئے۔

اللہ نے پردے کا حکم دیا ہم نے بے حیائی کو عام کر دیا۔

اللہ نے کہا کہ میرے نبی ﷺ کی سنت کو نہ چھوڑنا ہم نے غیروں کی راہ اپنا لی۔

اللہ نے کہا قرآن میں تمہاری کامیابی پوشیدہ ہے ہم اسے آکسفورڈ کی کتابوں میں دیکھنے لگے۔

ذرا سوچیئے آج مسلمان اسی وجہ سے پریشان اور ذلیل ہو رہے ہیں جس کو راضی کرنا تھا اسے ناراض کر دیا تو پھر رحمت کیسے ہوگی۔؟؟؟

سنت سے محبت

حافظ دانش محمدی (درجہ رابعہ)

خلیفہ مروان نے یہ شاہی حکم جاری کر رکھا تھا کہ جب بادشاہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو دوران خطبہ آنے والا بغیر دو رکعتیں پڑھے بیٹھ جائے کیونکہ اس سے شان شاہی کی تحقیر ہوتی ہے اتفاق سے ایک جمعہ ابوسعید

خدری رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو مروان خطبہ دے رہا تھا انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اس پر محافظ انہیں بٹھانے کے لئے آئے لیکن آپ نہ مانے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے پھر جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالی آپ پر رحم کرے یہ لوگ تو آپ پر ٹوٹ پڑے تھے انہوں نے فرمایا میں ان دو رکعتوں کو رسول اللہ ﷺ سے دیکھ لینے کے بعد کبھی نہیں چھوڑ سکتا پھر واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک آدمی آیا میلی کچیلی صورت میں اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ خطبہ دیتے رہے (یارو اگر آج شاہی فرمانروا مجھے نماز کی وجہ سے قتل بھی کر دیتے تو مجھے برا نہ لگتا اور میں روز قیامت دربار الہی میں فخر سے کہہ سکتا کہ اے اللہ! میں نے تیرے نبی کی سنت کی لاج اپنی گردن پیش کر کے رکھ لی، اب تو مجھ سے راضی ہو جا۔) جامع ترمذی، الجمعة (٤٩٠)

پانچ اچھی باتیں

مخدوم دانیال (درجہ ثانیہ)

- دشمن کے سلوک سے دھوکا نہ کھائیں کیونکہ پانی خواہ کتنا ہی گرم کیا جائے وہ پھر بھی آگ کو بجھا دیتا ہے۔
- گرے ہوئے انسان کو ٹھوکر نہ ماریں کبھی آپ بھی گر سکتے ہیں اور کوئی آپ کو بھی ٹھوکر مار سکتا ہے۔
- کسی کا دل مت دکھاؤ ہو سکتا ہے اس کے آنسو تمھارے لیے سزا بن جائیں۔
- غلط فہمی کو دور نہ کیا جائے تو وہ نفرت میں بدل جاتی ہے۔
- حقیقی محبت کا اظہار تعریف سے نہیں بلکہ خدمت سے کیا جاتا ہے۔

میرا پسندیدہ شعر

فرقان عبداللہ (درجہ ثالثہ)

شعلہ شمع خدائی بھی کہیں بجھتا ہے
رہ گئے اپنا سا منہ لے کے بجھانے والے

نقش اسلام نہ اعداء کے مٹانے سے مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

سویا ہوا مسلمان

انس سعید، حنظلہ زبیر (کلاس. قاری شاہد محمود صاحب)

آج میں سو رہا ہوں اس انداز سے
پس ہو گیا غافل مظلوم کی پکار سے
سو بہانے بنا کر منہ پھیر لیا جہاد سے
پس مطمئن ہو گیا صرف اپنی نماز سے

پھر دل سے ایک آواز آئی، غیرت کی یلغار یہ آئی
کہ کبھی ہم بھی سچے مسلمان تھے، دشمن کے خلاف سینہ تان تھے
لا الہ الا اللہ پر قربان تھے، ایک دوسرے کے غم میں پریشان تھے
کبھی ہم بھی غیرت مند انسان تھے

پس چھوڑ اے اہل ایمان آپس کی لڑائی
نہیں ہے کوئی فرق مسلمان میں اے میرے بھائی
چاہے وہ ہو شمالی یا جنوبی یہی تو ہے اسلام کی خوبی

کیا خوب پکار تھی اس شیر کی جس کا نام تھا صلاح الدین ایوبی
ٹوٹ پڑا وہ روم پر بن کر رسوائی آج پھر اس جہاد کی یاد مجھے آئی
جب ظلم کی انتہا کر دی دشمن نے بن کر رسوائی

کیا ہو گیا ہے تجھے اے مسلمان اتنی ذلت کے بعد غیرت تجھے کیوں نہ آئی
کیوں شرماتا ہے تو لینے سے انتقام نکل جا پس تو میدانوں میں اور ظلم کا کر تو کام تمام
ٹکر لے باطل سے تباہ کر ڈال کفر کا یہ نظام حق سے تو نہ پھرنا چاہے قربان جائے تیری جان
بس اب باتیں بہت ہو گئیں اب صرف باتوں سے پورا نہ ہو گا یہ کام
برداشت کرنی ہو گی بھوک و پیاس مشقتیں اور دوریاں اسی ہی کا تو نام ہے ایمان
پس ذرا ہمت کر اور پکڑ لے طاغوت کا گریبان تو ہی غالب ہو گا بے شک اللہ ہی ہے تیرا نگہبان

شہادت کی تمنا

عبداللہ (کلاس: قاری شاہد محمود عاصم صاحب)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا اللہ اس کا ضامن ہو گیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے اس کو (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کر دوں مال غنیمت کے ساتھ یا (رسول) نے فرمایا اور اگر میں اپنی امت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

(اخرجه البخاري في:٤.كتاب الايمان :٢٦.باب الجهاد من الايمان)

اسلام ہی نے رحم عدل کے مسئلہ کو حل کر دیا

حافظ فہد اللہ محمدی

(متعلم جامعہ ھذا)

موجودہ عیسائیت کی بنیاد دو اصولوں پر ہے

(۱) آدم نے گناہ کیا اور اسکی تمام نسل اسی گناہ سے آلودہ ہے

(۲) خدا کے رحم نے چاہا کہ لوگوں کو گناہ سے پاک کرے لیکن خدا کے رحم نے چاہا کہ گناہ کا خمیازہ ضرور اٹھانا ہو گا۔

خدا نے اس مشکل کو اس طرح حل کیا کہ اپنے بیٹے کو دنیا میں بھیجا وہ لعنتی ٹھہرا جہنم گیا دکھ درد اور عذاب اپنے اوپر برداشت کیئے اور وہ گنہگاروں کا کفارہ بنا اس طرح عدل پورا ہو گیا: رحم خدا نے تب گنہگاروں کو معاف کر دیا۔

اسلام نے ہر دو اصول کی صحت فرمائی ہے؟

(الف) گناہ آدم کے متعلق فرمایا کہ توبہ کی وجہ سے آدم کو معافی مل گئی تھی اور آدم گناہ سے پاک ٹھہرے تھے لہذا ابن آدم کو اس کا ورثہ ملنا قطعاً غلط ہے۔

(۱)﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرة: ۳۷)

’’آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے ان کلمات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے‘‘

﴿ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۲)

’’پھر رب نے آدم کو چن لیا اور اس کی توبہ قبول کی اور اسے راہ دکھائی۔‘‘

(ب) عدل رحم کے متعلق اسلام نے بتلایا کہ بے گناہ کو گناہ گار کے بدلے سزا دینا سراسر ظلم ہے اس لیے پاکباز مسیح کا لعنتی ہو کر جہنم میں جانا بھی غلط ہے علیٰ ہذا گنہگاروں رحم کی غرض سے کسی بے گناہ کو عذاب دینا بھی رحم کے قطعاً خلاف ہے۔

۱۔ حقوق اللہ جو توبہ سے معاف ہو جاتے ہے اور اللہ اپنے حقوق کے متعلق مکمل رحم اور پوری رافت و شفقت سے کام لیتا ہے.

۲۔ حقوق العباد بندوں کے حقوق میں اللہ تعالی عدل سے کام لیتا ہیں اس مسئلے کو ذہن نشین کرنے کیلئے رسول اللہ نے فرمایا:

((يُغْفَرُ كُلَّ ذَنْبٍ لِلشَّهِيْدِ اِلَّا الدَّيْنِ))

’’شہید کے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں مگر قرضہ نہیں‘‘ مسلم، الامارۃ (۱۸۸۷)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقوق کی یہ جداگانہ تقسیم اور ہر ایک تقسیم کا رحم عدل کے تحت میں فیصلہ ہونا ایک ایسا فیصلہ ہے جو اسلام ہی نے صادر کیا ورنہ موجودہ عیسائیت کے چکر میں گھومنے والوں نے تو اس مسئلہ کو پیچیدہ اور ناقابل حل ہی بنا دیا تھا۔

کریم ایسا کا مسئلہ پر میشر کو رحم سے معرا ٹھہراتا تھا اور کفارہ کا مسئلہ عدل کے منافی تھا اسلام کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس نے افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال حقیقی کی سڑک قائم فرما دی۔

(ماخوذ: وما ارسلنٰك ا لاّ رحمتهالعالمین)

◎ اے نفس اگر تو گناہ کرنا چاہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ دیکھے، ورنہ گناہ نہ کر۔

ظاہر یار احمد (درجہ اولی)

اسماء رسول اور علامات نبوت

حسنین شاکر (درجہ سابعہ)

الہامی کتاب زبور میں حضور ﷺ کا نام ''فاروق'' ہے۔

آپ ﷺ کا عبرانی نام تورات میں ''فارقلیط'' آیا ہے۔

حضور ﷺ کا نام اہل جنت کے نزدیک ''عبدالکریم'' ہے۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان میں رسول اللہ ﷺ کا نام ''احمد'' بتایا گیا ہے۔

(اسما النبی الکریم، الشاء قاضی عیاض) (القرآن الکریم: سورۃ صف: ۶)

بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی وجہ سے نبی الکریم ﷺ کو ''ذوالقبلتین'' کہا جاتا ہے۔ (اسماء النبی الکریم، سیرت ابن اسحاق)

انبیاء کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک ''عبدالوہاب'' ہے۔ (سیرت ابن اسحاق)

فرشتوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا نام ''عبدالمجید'' ہے۔ (اسماء النبی الکریم)

انجیل مقدس میں حضور ﷺ کا نام ''طاب طاب'' ہے۔ (رحمۃ اللعالمین، اسماء النبی الکریم)

سریانی زبان میں آنحضرت ﷺ کے لئے ''منحمنا'' بولا گیا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین)

تورات میں حضور ﷺ کا اسم گرامی ''ماذ ماذ'' ہے۔ (رحمۃ اللعالمین، اسماء النبی الکریم)

زمین پر میرا نام ''محمد'' ہے اور آسمان پر ''احمد'' ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، اسماء النبی الکریم)

نبی الکریم ﷺ سے پہلے عرب میں ''محمد'' نامی کوئی شخص نہیں تھا۔ (تاریخ عرب، تاریخ طبری)

کوشش جاری رکھیں

حافظ محمد وقاص کاشمیری، عابد یعقوب، اعجاز احمد، گلفام چیمہ، عامر مختار مجاھد، محمد بلال، محمد ارسلان محمدی، قاری انعام الرحمٰن، محمد سعد، مجیب الرحمٰن یزدانی، بلال شبیر، عدنان خلیل، رضوان صدیقی، مجیب الرحمٰن، شعیب الرحمٰن، ضیاء الدین، عبداللہ نعیم، فرحان، رمضان، آفتاب۔